قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ آل عمران 74

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 21 دسمبر 2019ء | 23 ربیع الثانی 1441 ہجری قمری | جلد نمبر: 1 | شمارہ: 8

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۔

﴿البقرہ:169﴾

اے لوگو! اُس میں سے حلال اور طیّب کھاؤ جو زمین میں ہے اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نماز تہجد میں باقاعدگی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی مہینہ روزے ترک کردیتے۔ یہاں تک کہ ہم سمجھتے کہ اس مہینہ میں آپؐ روزہ رکھیں گے ہی نہیں اور (کبھی) اتنے روزے رکھتے کہ ہم سمجھتے اس میں آپؐ روزہ نہیں چھوڑیں گے اور آپؐ کی یہ حالت تھی کہ جب تم یہ خیال بھی نہیں کرتے ہوگے کہ آپؐ کو نماز پڑھتے دیکھو، مگر اس وقت بھی آپؐ کو نماز پڑھتے ہی دیکھو گے۔ یا یہ کہ سوئے ہوئے دیکھو تو آپؐ کو سوئے ہوئے پاؤ گے۔ (بخاری کتاب الصلوٰة)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

اسلام کی پاکیزہ تعلیم

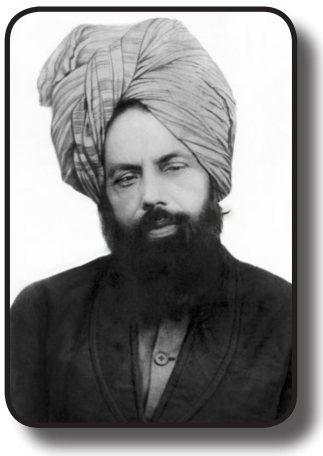

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”تم صدق اور راستی اور تقویٰ اور محبت ذاتیہ الٰہیہ میں ترقی کرو اور اپنا کام یہی سمجھو جب تک زندگی ہے پھر خدا تم میں سے جس کی نسبت چاہے گا اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے بھی مشرف کرے گا تمہیں ایسی تمنّا بھی نہیں چاہئے تا نفسانی تمنّا کی وجہ سے سلسلہ شیطانیہ شروع نہ ہو جائے جس سے کئی لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں پس تم خدمت اور عبادت میں لگے رہو تمہاری تمام کوشش اسی میں مصروف ہونی چاہئے کہ تم خدا کے تمام احکام کے پابند ہو جاؤ اور یقین میں ترقی چاہو نجات کے لئے نہ الہام نمائی کے لئے۔ قرآن شریف نے تمہارے لئے بہت پاک احکام لکھے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ تم شرک سے بکلی پرہیز کرو کہ مشرک سرچشمہ نجات سے بے نصیب ہے۔ تم جھوٹ نہ بولو کہ جھوٹ بھی ایک حصہ شرک ہے۔ قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ صرف بدنظری اور شہوت کے خیال سے نامحرم عورتوں کو مت دیکھ اور بجز اس کے دیکھنا حلال۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ دیکھ نہ بدنظری سے اور نہ نیک نظری سے کہ یہ سب تمہارے لئے ٹھوکر کی جگہ ہے بلکہ چاہئے کہ نامحرم کے مقابلہ کے وقت تیری آنکھ خوابیدہ رہے تجھے اس کی صورت کی کچھ بھی خبر نہ ہو مگر اُسی قدر جیسا کہ ایک دُھندلی نظر سے ابتدا نزول الماء میں انسان دیکھتا ہے۔ قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اتنی شراب مت پیئو کہ مست ہو جاؤ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ پی ورنہ تجھے خدا کی راہ نہیں ملے گی اور خدا تجھ سے ہمکلام نہیں ہوگا اور نہ پلیدیوں سے پاک کرے گا اور وہ کہتا ہے کہ یہ شیطان کی ایجاد ہے تم اس سے بچو۔ قرآن تمہیں انجیل کی طرح فقط یہ نہیں کہتا کہ اپنے بھائی پر بے سبب غصہ مت ہو بلکہ وہ کہتا ہے کہ نہ صرف اپنے ہی غصہ کو تھام بلکہ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ پر عمل بھی کر اور دوسروں کو بھی کہتا رہ کہ ایسا کریں اور نہ صرف خود رحم کر بلکہ رحم کے لئے اپنے تمام بھائیوں کو وصیت بھی کر... پس قرآن کے رو سے نہ ہریک جگہ انتقام محمود ہے اور نہ ہر یک جگہ عفو قابل تعریف ہے بلکہ محل شناسی کرنی چاہئے اور چاہئے کہ انتقام اور عفو کی سیرت بپابندی محل اور مصلحت ہو نہ بے قیدی کے رنگ میں یہی قرآن کا مطلب ہے اور قرآن انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو بلکہ وہ کہتا ہے کہ چاہئے کہ نفسانی رنگ میں تیرا کوئی بھی دشمن نہ ہو اور تیری ہمدردی ہر ایک کے لئے عام ہو مگر جو تیرے خدا کا دشمن تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن ہے وہی تیرا دشمن ہوگا سو تو ایسوں کو بھی دعوت اور دعا سے محروم نہ رکھ اور چاہئے کہ تو اُن کے اعمال سے دشمنی رکھے نہ ان کی ذات سے اور کوشش کرے کہ وہ درست ہو جائیں اور اس بارے میں فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ... یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ ان سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔“

(کشتی نوحؑ، روحانی خزائن جلد 19 ص28-30)

فرمان خلیفہ وقت

استقامت دکھانے والوں کے لئے انعامات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”آج دنیا اس قدر مادیت میں گھر چکی ہے کہ دین کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ دنیا کے عمومی اعداد و شمار ہمیں بتاتے ہیں کہ ان ترقی یافتہ ممالک میں بیس پچیس فیصد سے زیادہ لوگ نہیں ہیں جو اپنے آپ کو دین سے منسوب کرتے ہیں اور جو دین سے منسوب کرتے بھی ہیں وہ بھی عملاً دین پر عمل کرنے والے نہیں ہیں۔ بڑی تیزی سے نہ صرف خدا تعالیٰ سے دور جا رہے ہیں بلکہ دین سے دور جا رہے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے وجود کے ہی انکاری ہیں۔ صرف اور صرف دنیا ان کا مطمح نظر ہے اور مسلم دنیا جو ہے اگر ہم اسے دیکھیں تو ان کی اکثریت بھی دینی تعلیم سے دور ہے، بدعات میں گھری ہوئی ہے۔ کہنے کو تو مسلمان ہیں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے بھی ایک موقعے پر فرمایا ہے کہ بڑے زور سے یہ کہتے ہیں کہ الحمد للہ ہم مسلمان ہیں لیکن عمل نہیں ہیں۔ آپ علیہ السلام کے زمانے سے اگر آج کا مقابلہ اور موازنہ کیا جائے تو اَور بھی بری حالت ہو چکی ہے۔ اسلامی اخلاق اور تعلیمات سے دور جا چکے ہیں لیکن احمدیت کی مخالفت کا معاملہ آئے تو کٹ مرنے اور جانیں قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ پس جہاں اسلام ہے تو فقط احمدیت کی مخالفت کا نام اسلام ہے اور نام نہاد علماء جن کی اپنی زندگیاں ہی ہر قسم کے گند سے ملوث ہیں اور جس کا اظہار مختلف میڈیا کے ذرائع سے بھی ہوتا رہتا ہے وہ ان کے لیڈر ہیں۔ لیکن بہرحال ہمیں اس سے غرض نہیں ہے کہ یہ کیا کر رہے ہیں لیکن ہمیں اس بات سے ضرور غرض ہے اور ہونی چاہیے کہ دنیا کو آگ میں گرنے سے بچائیں، دنیا کو اللہ تعالیٰ کے قرب کے راستے دکھائیں لیکن اس کے لیے یہ دیکھنا ہو گا کہ کیا ہم اپنے آپ کو اس کے لیے تیار پاتے ہیں؟ کیا ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کو ماننے کے بعد اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا کی ہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والا بنا رہی ہیں؟ کیا ہمارے عمل اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے ہیں یا ہم بھی باوجود اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے ساتھ منسوب کرنے کے دنیا کے لہو و لعب، کھیل کود اور دل بہلاووں اور بدعات کو دین پر ترجیح دے رہے ہیں۔“

(الفضل انٹرنیشنل،29اکتوبر2019ء)

دربارِ خلافت

جلسہ سالانہ برطانیہ 2019ء کے موقع پر حضور انور کی نصائح

پاک تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’مردوں اور عورتوں دونوں کو اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ مردوں کو جب بھی کبھی موقع ملے یا میں نے پوچھا کہ تم دنیا میں اتنے پڑے ہوئے ہو اور دین کو بھول رہے ہو، بعض عورتیں شکایت بھی کرتی ہیں تو بعض مردوں کے یہ جواب ہوتے ہیں کہ ہماری بیوی کے مطالبات بہت زیادہ ہیں اور اس وجہ سے گھر میں ہر وقت جھگڑا بھی رہتا ہے۔ تُو تُو میں میں ہوتی رہتی ہے۔ بچوں پر بھی اس کا بُرا اثر پڑ رہا ہے اس لیے ہمیں زیادہ کام کرنا پڑتا ہے اور اس کام کی وجہ سے، مصروفیت کی وجہ سے ہم عبادت کی طرف، اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دے سکتے۔ اوّل تو یہ عذر ہی لغو اور فضول ہے کہ وہ خدا تعالیٰ جو رزق دینے والا ہے اس کا یہ وعدہ ہے کہ جو میری طرف آئے گا میں اس کو رزق بھی دوں گا۔ کل بھی میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات پڑھے تھے۔ اس کو اس لیے بھول جائیں اور اس کا حق ادا نہ کریں کہ ہماری بیوی کی ڈیمانڈ بہت زیادہ ہے گویا کہ خدا تعالیٰ کے مقابلے پر بیوی کو لا رہے ہیں۔ ایسے مردوں اور عورتوں کو خدا تعالیٰ کا خوف کرنا چاہیے کہ یہ سوچ شرک کے برابر ہے۔ اور اگر ایسا شرک کرنا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈریں۔ اور اگر مردوں کا الزام غلط ہے اور مجھے امید ہے کہ ایسے جواب دینے والوں کی بیویوں کی اکثریت کی یہ سوچ نہیں ہے جس طرح مرد جواب دیتے ہیں کہ وہ خدا کو بھول کر اپنی بیویوں کا خیال رکھیں اور جن عورتوں کے بارے میں واقعی یہ بات صحیح ہے تو پھر وہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی عورت کا یہ مقام نہیں ہے۔ احمدی عورت کو تو خدا تعالیٰ کا خوف کرتے ہوئے اس داغ کو اپنے سے دھونا چاہیے۔ عورت اگر چاہے تو اس صحیح یا غلط الزام کی اصلاح کر سکتی ہے۔ عورت اپنے خاوند کو کہے کہ تم دین کو چھوڑ کر جو دنیا مجھے کما کر دینا چاہتے ہو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ واضح کرے کہ یہ دنیا دار کا کام ہے کہ ایسی باتیں ہوں کہ فلاں رشتے دار کا گھر ایسا ہے تم بھی ایسا گھر بناؤ یا ہمارے پاس اعلیٰ قسم کی کار ہونی چاہیے یا مجھے بڑی شرمندگی ہوئی جب میں نے دیکھا کہ فلاں سہیلی شادی پر بہت اعلیٰ زیور پہن کر آئی ہوئی تھی اور میرے پاس معمولی زیور تھا یا فلاں عورت کا خاوند بھی تمہارے جیسا ہی ہے اور وہی کام کرتا ہے لیکن اس کی بیوی تو ڈیزائنر کے کپڑے پہنتی ہے۔ یہ لوگ جو یہ سب کچھ کرنے والے ہیں ان کے اندر خدا کا خوف نہیں ہوتا، ان کو غریب کا درد عموماً نہیں ہوتا اور ایک احمدی عورت یہ واضح کرے کہ میں ایسی خود غرض نہیں ہوں، واضح کرے کہ میری توجہ تو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی طرف ہے اور تم اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر کے پھر جو تمہارے فرائض اور حقوق ہیں وہ ادا کرو۔ پس ہر عورت کو یہ واضح کرنا چاہیے کہ ہمیں خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر یہ سب کچھ نہیں چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم مجھے بھول گئے، میرے احکامات کو بھول گئے تو اپنی زندگی کی حقیقت کو بھول گئے۔ سمجھتے ہو کہ دنیا کو پا کر ہم نے سب کچھ پا لیا حالانکہ تم نے کچھ بھی حاصل نہیں کیا بلکہ سب کچھ گنوا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبصورت مثال سے ہمیں سمجھایا ہے۔ فرمایا ہے کہ مال اور اولاد کو فخر کا باعث نہ سمجھو۔ یہ تو صرف ظاہری زینت ہے اس کی مثال اس فصل کی طرح ہے جس کو بارش کا پانی خوب سرسبز کرتا ہے۔ بڑی خوبصورت لہلہاتی ہوئی فصل ہوتی ہے۔ پانی سے اس میں ظاہری طور پر بھی نکھار آتا ہے اور پھر یہ ایک موقع پر آ کر زرد ہو جاتی ہے۔ اور جب فائدے کا وقت آتا ہے تو اس پر گرم ہوا چلتی ہے اور اسے چورا چورا کر کے ہوا میں بکھیر دیتی ہے۔ انسان ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے۔ اس کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آتا۔‘‘

(الفضل انٹر نیشنل 29۔اکتوبر 2019ء)

خلافت خدا کی نمائندگی

وہ رشکِ ملائک یہی تاج ہے
یہی آدمیت کا معراج ہے
یہ نورِ خدا کی ہے جلوہ گری
یہ تکوین کا نقطہ محوری
نظامِ خلافت ہے پائندہ تر
اسی سے یہ خاکی ہے تابندہ تر
عدُوّ مبیں اس سے پامال ہے

قبائے خلافت تری ڈھال ہے

ازل سے ابد تک یہ اعجازِ قُم
یہی روحِ مردہ کو آوازِ قُم
یہ ہے چشمِ گیتی میں تِل کی طرح
یہ سینہ ہستی میں دل کی طرح
شہی کا نہ جمہوریت کا ہے راج
یہ دونوں کا گویا حسیں امتزاج
بظاہر یہ جمہور کا ساز ہے
مگر قدرتِ حق کی آواز ہے
خلیفہ گو چنتے ہیں اہلِ وفا
مگر اُس میں ہوتی ہے حق کی رضا
خلافت خدا کی نمائندگی
اسی کی جھلک اور درخشندگی
جمالی صفت میں رحیم و کریم
یہ شانِ جلالی میں ضربِ کلیم
ملے نورِ حق کو تھے مظہر نئے
بدلتا رہا تھا یہ پیکر نئے
یہ داؤدؑ و آدمؑ میں تھا جلوہ گر
ازل سے ابد تک یہ محوِ سفر
بنا مصطفیٰؐ اس سے یہ شمسُ الضّحیٰ
تو مہدیؑ ہوا مثلِ بدرُ الدُّجیٰ
یہ صدیقؓ و فاروقؓ و عثمانؓ میں
یہ حیدرؓ پہ اُترا نئی شان میں
اگر نورِ دیںؓ میں یہ تھا جلوہ گر
تو محمودؓ تھا اس سے رشکِ قمر
یہ ناصرؒ میں طاہرؒ میں مسرورؔ میں
شرابور تینوں اسی نُور میں
یہ زندہ تو زندہ ہے دینِ متیں
یہ قدرت کے جلووں کا عکسِ حسیں
اسی سے سدا محوِ پرواز تُو
فرشتوں سے بڑھ کر فلک باز تُو
اگر پاسبانی کا احساس ہے
سدا یہ امانت تیرے پاس ہے

عبد السّلام اسلام۔لندن

انصار اللہ کالم

دربارِ خلافت میں ایک غلام کی سرگزشت

مجلس انصار اللہ کی محفل رنگ بہار میں مکرم چوہدری محمد علی مظفر کے روح پرور واقعات کی تفصیل

چوہدری محمد علی صاحب نے اپنے دلچسپ واقعات کی تفصیل اس طرح بیان کی۔ علامہ علاؤالدین ہوتے تھے جو پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہوگئے تھے لیکن اس وقت تو اسلامیات کے پروفیسر تھے ۔ ہمارے کالج میں بھی تشریف لائے تھے ۔میں یونیورسٹی کی سینٹ کا ممبر تھا ۔میٹنگز ہوتی تھیں ۔وہاں ملاقات ہوجاتی تھی۔میں علامہ صاحب سے ملنے گیا۔سلام دعا ہوئی جب میں جانے لگا تو کہا کہاں چلے ہو میں تمہیں جانے نہیں دوں گا۔میں نے کہا کیا بات ہے ؟آج تو بات ہونی ہے آپ جائیں نہیں ۔چنانچہ اولڈ کیمپس کی بات ہے شامیانہ لگا ہو اتھا ۔جس میں ہائی جنٹری لاہور کی ،پڑھے لکھے پروفیسرز،ٹیچرز اور وکیل سب موجود تھے ۔تو ایک صاحب نے مقالہ پڑھا۔مقالہ کا عنوان تھا۔ملک یمین اور فلاں کا یہ مذہب ہے۔ فلاں کا یہ مذہب ہے اور حضرات !ایک مذہب مرزا محمود احمد صاحبؓ کا بھی ہے۔انہوں نے بھی ڈیڑھ انچ کی مسجد الگ بنائی ہے ۔اور وہ یہ کہتے ہیں جب اسے 2منٹ ہوگئے تو علامہ صاحب کھڑے ہوگئے ۔انہوں نے کہا کہ یہ ...بند کریں حضرات!میں احمدی نہیں ہوں آج جب میں گھر سے آرہا تھا تو میں سمجھتا تھا کہ ہمارے بزرگوں نے اس مسئلہ پر جو جھک ماری ہے ۔آج اس کا کچھ مداوا ہوجائے گا۔حضرات میں احمدی نہیں ہوں۔لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس مسئلہ پر جو مذہب مرزا محمود احمد صاحبؓ کا ہے۔وہی صحیح ہے۔تو حضورؓ کی جو علمی شان تھی حضور کی جو لیڈرشپ تھی۔اس کا کیا کیا ذکر کریں ہم ۔

اب خیال کریں کہ جب قافلہ آیا ہے قادیان سے ۔ہم لوگ ابھی قادیان تھے تو وہاں سے جو آتا تھا ظاہر ہے قدرتی بات ہے جیسے میگنیٹ لوہے کو کھینچتا ہے تو وہ لاہور پہنچتے ہی پہلے قصر خلافت پہنچ جاتے تھے ۔قصر خلافت تو نہیں تھا وہ رتن باغ پہنچ جاتے تھے ۔رتن باغ کی پچھلی طرف ایک باغیچہ سا تھا تو شاید رتن باغ اسی لئے کہتے تھے ۔تو وہاں احمدیوں کا پورا کیمپ لگا ہوا تھا ہزاروں کی تعداد میں۔اور حضرت صاحبؓ کے ہاں جو اس وقت سالن پکتا تھا اسکے متعلق حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب کا خط گیا وہاں قادیان۔ہم لوگ قادیان مین تھے ۔ان کی طبیعت میں بڑا مزاح تھا ۔فرمایا جس شوربے سے ہم آجکل کھانا کھارہے ہیں اس کے متعلق ہمارے بعض فقہاء کی رائے ہے کہ اس سے وضو جائز ہے۔یہی کھانا حضرت صاحب کھاتے تھے۔یہی کھانا خاندان کے سب افراد جو ایک ہی کوٹھی میں مقیم تھے ،تہہ خانہ میں جگہ ملی ہوئی تھی ،چھوٹے چھوٹے کمروں میں ۔وہیں سب رہ رہے تھے ۔اس سلسلہ میں میں بھول نہ جاؤں ۔ایک تو میاں حامی کا نواب زادہ میاں حامد احمد خان صاحب کا واقعہ ہے۔انہوں نے مجھے بتایا کہ میری امی کو جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی صاحبزادی تھیں سخت بخار ہوگیا اور بخار اتر بھی گیا ۔چھوٹی سی جگہ ہی ہوتی تھی تو جی چاہتا تھا کہ پسند کی چیز کھائیں ۔اب جو ملتی تھی روٹی اور شوربہ سا ملتا تھا،آلو کا ہوگا یا کسی چیز کا تھا۔جی نہیں چاہتا تھا ۔تو ہم نے دیکھا کہ رات کے وقت کوئی آیا ہے ۔تو امی کے تکیہ کے نیچے ہاتھ مارا ہے اور چلا گیا ہے ۔ہم نے اٹھ کر دیکھا تو وہاں 100روپے کا نوٹ رکھا ہوا تھا۔یہ حضرت صاحبؓ تشریف لائے تھے ۔حضور سوروپے کا نوٹ رکھ گئے کہ ان کو ضرورت ہے اور صبح کے وقت وہ کہتے ہیں کہ میں گیا اور سو روپے کے کباب لے آیا ۔اب کبابوں کی خوشبو سارے رتن باغ میں پھیل گئی اور سب چلے آئے۔پھر ہمیں تھوڑا سا حصہ ہی ملا ۔تو یہ حالت تھی اس زمانہ میں ۔

بلکہ ایک اور واقعہ حضور کا ۔ہر روز اجلاس ہوا کرتا تھا انجمن کا۔ کرسیاں تو ہوتی نہیں تھیں دریاں ہوتی تھیں ۔ میرے ایک دوست صدیق جو ہائی کورٹ کے جج ہوگئے تھے۔اس نے مجھے کہا کہ ہائی کورٹ کے دوتین جج ہیں وہ مرزا صاحب سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں تو مناسب ہے اتوار کو ہوجائے۔ان کو پتہ نہیں تھا مجھے تو پتہ ہونا چاہئے تھا۔میری بے وقوفی یا شامت اعمال کہ میں نے کہا میں حضرت صاحبؓ سے پوچھوں گا تو جب انجمن کی میٹنگ ختم ہوئی تو میں نے حضرت صاحبؓ کے ساتھ اس طرح اندر چلنا شروع

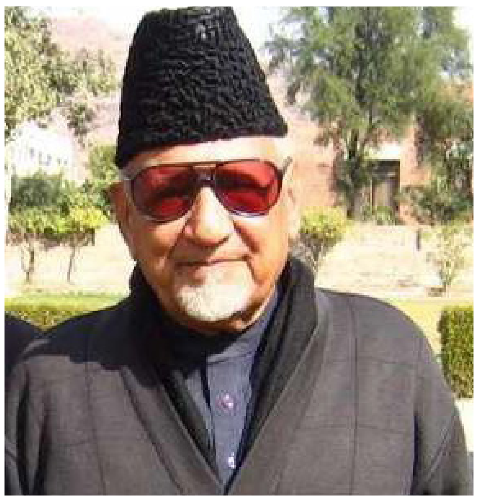

کردیا ۔ سیڑھیاں اندر ہی تھیں میں نے کہا حضور اس طرح صدیق میرا دوست ہے ۔اس نے مجھ سے کہا ہے کہ ہائی کورٹ کے تین جج ہیں (یا شاید چار تھے)جو حضور سے ملنا چاہتے ہیں تو اتوار کو مناسب رہے گا۔میری گستاخی دیکھیں اب بھی پسینہ آجاتا ہے جب میں سوچتا ہوں کہ میں نے کیا کہا ۔میرا کام تھا کہ میں پرائیویٹ سیکرٹری سے کہتا ۔وہ آگے بات کر کے مجھے بتاتے۔حضرت صاحب چل رہے ہیں اور خاموش ہیں،میں ساتھ ساتھ چلتا رہا ۔حضور سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہوگئے اور فرمایا ۔

دیکھو یہ کپڑے جو میں نے پہنے ہوئے ہیں ان کو پہنے ہوئے اتنا عرصہ ہوگیا ہے اور میں پسند نہیں کرتا کہ معزز غیر احمدی حضرات سے اس حالت میں ملوں ۔

تو اس حالت میں جب ہم پاکستان پہنچے ہیں (قادیان سے)تو صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ حضرت کی خدمت میں یہ پیغام پہنچانا کہ پرنسپل کی طرف سے گزارش ہے کہ فی الحال کالج شروع نہ کیا جائے۔جماعت جب سیٹل ہوجائے گی تو شروع کریں گے چنانچہ میں نے کہا کہ حضور ایک پیغام بھی لایا ہوں۔حضور نے پیغام سنا ۔اس پر جو کالج کمیٹی کے ممبر تھے ۔ان میں ملک غلام فرید ،حضرت درد ،حضرت میاں بشیر احمد کمیٹی کے صدر تھے۔اور اور بھی شاید ایک آدھ ہو۔تو پہلے ملک صاحب نے کہا کہ حضور میرا بھی یہی خیال ہے ۔پھر درد صاحب کہنے لگے میرا بھی یہی خیال ہے اس پر میاں بشیر احمد صاحب نے بھی کہا کہ حضور خیال تو میرا بھی یہی ہے۔اس پر فرمایا ۔

آپ کوکیا پیسوں کی فکر پڑی ہوئی ہے۔(بڑی اونچی آواز سے بڑی دور تک سنائی دی ۔)آپ کو کیا پیسوں کی فکر پڑی ہوئی ہے۔یہ کالج چلے گا اور آج سے شروع ہونا چاہئے ۔ پاکستان کی زمین پر آسمان کے نیچے جہاں جگہ ملتی ہے آج سے شروع ہونا چاہئے۔

(بات لمبی ہوجائے گی)تو حضرت صاحب کا ایک طرف یہ خیال تھا اور ایک طرف شہروں کے شہر خالی پڑے تھے ۔لوگ آرہے ہیں کہ کہاں سیٹل کیا جائے۔ایک کمیٹی میں میں بھی شامل تھا ۔حضور کا حکم تھا کہ ہم اس طرح سیٹل نہیں ہوں گے ،بہت چاہتے تھے کہ سانگلہ ہل خالی پڑا ہے وہاں رہ جاتے ہیں۔وفد بھی گئے تھے۔لیکن ان حالات میں جو مالی حالات تھے کہ جماعت بالکل ان سیٹل جماعت تھی۔پیسے نہ ہونے کے برابر تھے ۔حضور نے فرمایا نہیں ہم اس طرح الاٹ نہیں کروائیں گے ۔ہم اس طرح آباد نہیں ہوں گے ۔ہمارا مرکز ہوگا۔ہم اپنی زمین خرید کر رہیں گے ۔ یہ زمین خرید کر آباد ہوئی ہے ۔اور اس زمین کا نصف خرچ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خود ادا کیا اگرچہ اس کے آباد ہونے کے باوجود بھی اس کے کچھ حصہ پر دوسرے قابض ہوگئے ۔لیکن اللہ تعالیٰ کا احسان ہے ہم اور ہماری نسلیں جو یہاں آباد ہیں ۔اپنے ماحول میں آباد ہیں ۔جیسے ساری دنیا میں ایک آگ لگی ہوئی ہے میں امن کے لحاظ سے نہیں کہہ رہا۔ ویسے جو دنیاداری کی جو کیفیت ہے۔یعنی لالچ اور طمع کی جو آگ چل رہی ہے میں اس کی بات کررہا ہوں ۔

اپنے ماحول میں یہاں بیٹھے ہیں یہ اللہ کا احسان ہے ہم پر۔اس پر ہمارا فرض ہے کہ ہم سب دعاؤں کے محتاج ہیں ۔ایک دوسرے کے لئے دعا کریں ۔ہم سب پر بہت بڑی ذمہ داری ہے ۔اتنی بڑی ذمہ داری ہے،اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ جتنی خلفاء کی ذمہ داری ہوتی ہے۔اب خیال کریں کہ نہ ہمارے پاس پیسہ ہے نہ ہمارے پاس جائیداد ہے نہ ہمارے پاس جمیعت ہے نہ ہمارے پاس حکومت ہے نہ ہمارے پاس تجارت ہے کوئی ذریعہ نہیں ہے لیکن اللہ نے ساری دنیا پر ایک رعب قائم کیا ہوا ہے ۔علمی لحاظ سے بھی اور عملی لحاظ سے بھی۔

ایک واقعہ یا د آیا ۔ربوہ میں پہلا جلسہ ہوا ۔ہم نے خیمہ کے پیسے دے دیئے تھے کہ الگ خیمہ مل جائے اور میں نے اپنی بہنوں کو جو ابھی احمدی نہیں ہوئی تھیں جلسہ پر بلایا ۔ جب پہنچے تو دوسرے لوگوں نے خیموں پر قبضہ کیا ہوا تھا اور خالی نہیں کرتے تھے ۔مجھے لوگوں نے اکسایا کہ مرزا ناصر احمد خالی کروا سکتے ہیں۔معاملہ پہلے ہی تلخ ہوچکا تھا ۔میں نے میاں صاحب سے کہا کہ خیمہ خالی کرادیں ۔آپ نے فرمایا کیسے کرادوں ۔نہ میں افسر جلسہ سالانہ اور نہ میرے سپرد خیمے کئے تھے ۔اس پر میری شامت اعمال کہ میں نے کہہ دیا کہ میاں صاحب ’’فیر اپنے اوکھے نہ ہووو ،اساں بیعت توھاڈے ابا جان دی کیتی اے توھاڈی نئی کیتی ‘‘حضرت صاحب فرمانے لگے میں نے کب کہا ہے کہ میری بیعت کی ہے ۔ حضرت مرزا خورشید احمد صاحب اور دیگر احباب بھی وہاں کھڑے تھے خیر میں نے بہنوں کو بلایا ،سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کروں ۔میاں چوہدری عبد الواحد صاحب مرحوم ہوتے تھے۔وقف نو میں ہم اکٹھے رہے تھے ۔تو انہوں نے کیا کیا کہ ایک خیمہ میں مرد ہوگئے اور ایک خیمہ مستورات کو دے دیا۔بہنوں کو میں نے وہاں بٹھا دیا۔بات یہاں ختم نہیں ہوئی ۔معلوم ہوتا ہے حضرت صاحب (حضرت مصلح موعودؓ)تک یہ بات کسی ذریعہ سے پہنچ گئی کہ محمد علی کی بہنیں بھی آئی ہوئی ہیں ۔اس پر رات کے وقت (میں سمجھتا ہوں ڈیڑھ بجا ہوگا)سید میر داؤد احمد صاحب لالٹین لی ہوئی ہے اور مجھے ڈھونڈتے پھر رہے ہیں ۔حضور کو بھائی کہتے تھے سارے۔بھائی نے بھیجا ہے اور فرمایا کہ ایک خیمہ خالی کروادیا ہے اپنی بہنوں کو لے کر وہاں آجائیں ۔

اور پھر جب بیعت ہوئی (خلیفہ ثالثؒ کی)تو بہت سے لوگوں نے کہا اب بتاؤ۔

تو حضور کی کیا شفقت بیان کروں۔بعض ایسے گوشے ہوتے ہیں جو لوگوں کو نظر نہیں آتے ۔خواجہ کمال الدین صاحب جب فوت ہوئے تو حضرت صاحب نے ایک خطبہ دیا۔سنا نہیں میں نے پڑھا ہے پہلے زمانہ کا خطبہ تھا یا میرے زمانہ کا ۔اللہ بہتر جانتا ہے میں نے تجسس نہیں کیا ہے اس میں۔حضور نے فرمایا ہم ان کو معاف کرتے ہیں ۔

اب دو واقعات ہیں ایک خلیفہ ثانیؓ اور ایک خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ۔مجھے یاد ہے ۔میں نے خود دیکھا کہ رتن باغ میں میں گیا اور مولوی محمد علی صاحب وہاں حضرت صاحب سے ملنے آئے۔مولوی صاحب کی ڈلہوزی میں کوٹھی تھی۔ فسادات کے دنوں میں وہاں جا کر ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی یہ شان ہے کہ جس شخص نے سب سے زیادہ دکھ حضرت صاحبؓ کو پہنچایا اس کے بعد حضورؓ نے معاف فرمادیا۔مولوی محمد علی صاحب تھے ۔ان کو ڈلہوزی سے آدمی بھیج کر منگوالیا۔اور مولوی صاحب حضور کا شکریہ ادا کرنے آئے تھے .....اس پر بس ایک واقعہ کمیونیکیٹ کرنا چاہتا ہوں،یاد آگیا ہے ۔

واقعہ یوں ہوا میں لندن جلسہ پر گیا ۔جب جلسہ ختم ہوا تو جلسہ گاہ سے باہر آرہے تھے کہ مکرم آفتاب احمد صاحب امیر جماعت نے ایک دوست سے تعارف کرایا کہ چوہدری صاحب یہ لاہوری جماعت کے ہیں ۔بزرگ تھے تو میرے منہ سے ایک بات نکل گئی کہ شکر ہے پیغامی بھائی بھی جلسہ پر آنا شروع ہوگئے ہیں۔اب مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہ پیغامی کہلانا پسند نہیں کرتے ۔حاشا وکلا میں نے اس رنگ میں نہیں کہا تھا۔تو وہ بگڑ گئے اور کہنے لگے لو اب ہمیں یہ پیغامی کہتے ہیں اور کافی تلخی سے بولنا شروع کردیا ۔اس پر وہاں لوگ (چونکہ جلسہ کے بعد باہر آرہے تھے)اکٹھے ہوگئے ۔سات سو کا مجمع ہوگیا ۔اس سے زیادہ کا نہیں ہوگا۔میں نے کہا جناب میری غلطی ہے مجھے اس کا احساس نہیں تھا کہ آپ برا مناتے ہیں لیکن آپ کو یہ بات سن کر جانا پڑے گا۔یہ بات اب آپ کو سننی پڑے گی ۔میں نے کہا فسادات ہوئے 1974ءکے ہوئے تھے نا جس میں جماعت کے ساتھ خون اور آگ کی ہولی کھیلی گئی تو یہ اس زمانہ کی بات ہے ۔میں نے کہا کہ میں اورحضرت خلیفہ ثالثؒ کالج کی سینیٹ کے ممبر تھے ۔جب خلیفہ ہوگئے تو سینیٹ میں جانا بند کردیا تھا ۔میں جاتا تھا ۔یہ 1974ءکے فسادات کی

(باقی صفحہ 9 پر)

نرم زبان کا استعمال دلوں پر فتح پاتا ہے

زبان بظاہر انسانی منہ میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے مگر حقیقت میں یہ انسان کی شخصیت کی آئینہ دار ہے زبان لوگوں پر یہ بات بالکل واضح کر دیتی ہے کہ اس انسان کا اندر کتنا پاک ہے یا کتنا گندہ ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا یہ فرمان کتنا صحیح ہے آپؑ نے فرمایا۔’’نازک ترین معاملہ زبان سے ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 280)

زبان کے بارے میں کہا جاتا ہے منہ یا زبان سے نکلی ہوئی بات اور کمان سے نکلا ہوا تیر یا بندوق سے نکلی ہوئی گولی کبھی واپس نہیں آتی چنانچہ کسی پنجابی شاعر نے ایک مصرعے میں کیا خوب کہا ہے۔

’’جو بول منہ اوں نکل گیا او تیر کمانوں نکل گیا‘‘

اور کسی اردو کے شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

’’بات اپنی کرے یا پرائی کرے
آدمی سوچ کے لب کشائی کرے‘‘

عربی زبان کا ایک مشہور محاورہ ہے

’’اَلْلِسَانُ مَرْکُوبٌ ذَلُولٌ‘‘

زبان سدھائی ہوئی سواری ہے یعنی اختیار میں ہے
انگریزی میں مثل مشہور ہے۔

Think before you leap

یا Think before you speak

اور اردو میں مثل مشہور ہے ۔’’پہلے تولو پھر بولو‘‘اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ’’زبان آپ کو مٹھائی بھی کھلا سکتی ہے اور پٹائی بھی‘‘ قرآن کریم کی سورۃالمومنون میں خدا تعالیٰ نے مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

ترجمہ: یقیناً مومن کامیاب ہو گئے۔ وہ جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرنے والے ہیں اور جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں۔

(المومنون: 1تا 3)

اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم جو کہ ہدایت کا منبع ہے اس کی سورۃ المدثر میں دوزخیوں اور جنتیوں کے درمیان ایک نہایت نصیحت آموز مکالمہ بیان ہوا ہے۔ جنت والے دوزخ والوں سے پوچھیں گے تمہیں کس چیز نے جہنم میں داخل کیا ؟ وہ کہیں گے ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے۔
ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھےاور ہم لغو باتوں میں مشغول رہنے والوں میں مشغول ہو جایا کرتے تھے اور ہم جزاسزا کے دن کا انکار کیا کرتے تھے۔ (المدثر:41تا47)

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نبی کریم ﷺ سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے۔

’’اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تو ان کے لئے نرم ہو گیا اگر تو تند خو اور سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دور بھاگ جاتے۔‘‘

نبی کریم ﷺ کی ساری زندگی اس بات کی گواہ ہے کہ آپؐ کا وجود ایسا ہی تھا۔خدا نے اپنی رحمت سے آپؐ کو خاص کر لیا تھا اور آپ نے اپنی پوری حیات مبارکہ میں اپنی زبان مبارک کا اس قدر اعلیٰ استعمال فرمایا کہ جو بلا شبہ ہم سب کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ ہے ۔بول چال میں احتیاط کا یہی درس آ نحضرت محمد ﷺ نے ہمیں دیا ہے۔ چنانچہ حضرت صفوان بن سلیمؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔

’’کیا میں تمہیں ایسی آسان عبادت نہ بتاؤں جو بجا لانے کے لحاظ سے بڑی ہلکی ہے۔خاموشی اختیار کرو،بے ضرورت بات نہ کرو اور اچھے اخلاق اپناؤ‘‘

حضرت عدی بن حاتمؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

’’دوزخ سے بچ جاؤ اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ اور جو شخص اس کو نہ پائے تو وہ اچھی بات (بیان کر کے بچ جائے)۔‘‘

(بخاری و مسلم بحوالہ ریاض الصالحین صفحہ 88)

آپؐ نے ہمیشہ اچھی بات کرنے کی ترغیب دی چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

’’اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے‘‘

(بخاری و مسلم بحوالہ ریاض الصالحین صفحہ 88)

اور ہمیشہ بری بات کہنے سے روکا چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔

’’بندہ بعض وقت ایسی بات کہتا ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں مشرق و مغرب کے درمیانی فاصلہ سے زیادہ گہرائی میں جا پڑتا ہے۔‘‘ (بخاری و مسلم)

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ نجات اور بچاؤ کی بہترین راہ کیا ہے؟ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

’’اپنی زبان کو روک کر رکھواپنا گھر مہمانوں کے لئے کھلا رکھو اور اپنی غلطیوں پر نادم ہو کر خدا کے حضور رویا کرو۔‘‘

(ترمذی ابواب الزہد باب ما جاء فی حفظ اللسان)

اسی طرح حضرت ثوبان بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

’’خوش نصیب ہے وہ شخص جس کی زبان اس کے قابو میں ہو اس کا مکان مہمانوں کے لئے کشادہ ہو اور وہ خدا کے حضور اپنی غلطیوں پر روتا ہو۔‘‘

آپ ﷺ نے اپنے غلام مسیح موعودؑ کے کام بیان فرماتے ہوئے فرمایا۔یُحْیِ الدِّیْنَ یعنی وہ دین کو زندہ کرے گا وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَةَ اور شریعت کو اصل حالت میں قائم کرے گا۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کام کو خوب کر کے دکھا دیا آپؑ نے اپنے آقا و مطاع آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے ماننے والوں کو زبان کے استعمال میں احتیاط کا درس دیا چنانچہ آپؑ نے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے جو 10 شرائط بیان فرمائیں ان میں سے چوتھی شرط میں فرماتے ہیں۔

’’یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے‘‘

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889ء)

آپؑ فرماتے ہیں۔

’’میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہے یا اپنے مقامات پر بودوباش رکھتے ہیں ۔ اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بد چلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنج وقتہ نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں اور کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں وہ کسی قسم کی بد کاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لائیں..... اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے..... اور تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 46،47)

اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں۔

’’میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہو گا کہ ان تمام وصیتوں کے کار بند ہوں اور چاہیے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہواور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو اور یاد رکھو ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور در گزر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی نا جائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی بحث کرو یا مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آئے تو سلام کرو ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں برے برے الفاظ کہے جائیں تو ہوشیار ہو کر سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسے کہ وہ ہیں۔خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنادے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راست بازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اورفتنہ انگیزی اور بد نفسی کا نمونہ ہے جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیز گاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے گا۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بد بختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا ۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 47)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں۔

’’تقویٰ تمام جوارح انسانی اور عقائد زبان اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے نازک ترین معاملہ زبان سے ہے۔ بسا اوقات تقویٰ کو دور کر کے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے یوں کہا اور ایسا کہا حالانکہ وہ بات بری ہوتی ہے۔ مجھے اس پر ایک نقل یاد آئی ہے کہ ایک بزرگ کی کسی دنیا دار نے دعوت کی جب وہ بزرگ کھانا کھانے تشریف لے گئے تو اس متکبر دنیا دار نے اپنے نوکر کو کہا کہ فلاں تھال لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے اور پھر کہا دوسرا تھال بھی لانا جو ہم دوسرے حج میں لائے تھے اور پھر کہا کہ تیسرے حج والا بھی لیتے آنا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ تُو تو بہت ہی قابل رحم ہے ۔ان تین ہی فقروں میں تونے اپنے تینوں ہی حجوں کا ستیاناس کر دیا ۔ تیرا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ تو اس امر کا اظہار کرے کہ تونے تین حج کئے ہیں۔ اس لئے خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنی بےہودہ ،بے موقع غیر ضروری باتوں سے احترازکیا جائے۔‘‘

(ملفوظات جلد1 صفحہ 280)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنی ساری زندگی میں مخالفتوں کے طوفانوں کا دشمنوں کی گالیوں کا کمال حلم سے مقابلہ فرمایا اور کبھی اپنی زبان مبارکہ سے ایک سخت کلمہ نہ نکالا بلکہ ان گالیاں دینے والوں کو اپنے گھر سے کھانا تک کھلایا اور اپنے اصحاب کا بھی ہمیشہ ادب واحترام کیا اور اپنی زبان مبارکہ سے ایک سخت کلمہ تک نہ نکالا آپؑ کے جلیل القدر صحابی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ بیان کرتے ہیں۔

’’آپ اپنے خدام کو بڑے ادب و احترام سے پکارتے ہیں اور حاضر وغائب ہر ایک کا نام اس ادب سے لیتے ہیں ۔ میں نے بارہا سنا ہے اندر آپ اپنی زوجہ سے گفتگو کر رہے ہیں اور اسی اثنا میں کسی خادم کا نام زبان پر آگیا ہے تو بڑے ادب سے لیا ہے جیسے سامنے لیا کرتے ہیں ۔ کبھی تو کر کے کسی سے خطاب نہیں کرتے۔ تحریروں میں جیسے آپ کا عام رویہ ہے’’اخویم مولوی صاحب‘‘اور’’اخویم حبی فی اللہ مولوی صاحب۔‘‘اسی طرح تقریر فرماتے ہیں’’مولوی صاحب یوں فرماتے ہیں‘‘ ...... میں نے اتنے عرصہ دراز میں کبھی نہیں سنا کہ آپ کی مجلس میں کسی کو بھی تو کہہ کر پکارا ہو یا خطاب کیا ہو۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 43)

ہمیشہ زبان کے درست استعمال کا سبق دامن خلافت سے بھی ملا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 24نومبر1989ء کے خطبہ جمعہ میں مذہبی قوموں کی تعمیر وترقی میں سب سے اہم

بات ان کے اخلاق کی تعمیر کو قرار دیتے ہوئے پانچ بنیادی اخلاق کو اپنانے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے دوسرا بنیادی خلق ''نرم اور پاک زبان کا استعمال '' کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

''تربیت کا دوسرا پہلو نرم اور پاک زبان کا استعمال کرنا اور ایک دوسرے کا ادب کرنا ہے یہ بھی بظاہر چھوٹی سی بات ہے ابتدائی چیز ہے لیکن جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے وہ سارے جھگڑے جو جماعت کے اندر نجی طور پر پیدا ہوتے ہیں یا ایک دوسرے سے تعلقات میں پیدا ہوتے ہیں ان میں جھوٹ کے بعد سب سے بڑا دخل اس بات کا ہے کہ بعض لوگوں کو نرم خوئی کے ساتھ کلام کرنا نہیں آتا۔ان کی زبان میں درشتگی پائی جاتی ہے۔ان کی باتوں اور طرز عمل میں تکلیف دینے کا ایک رجحان پایا جاتا ہے جس سے وہ بسا اوقات با خبر نہیں ہوتے۔ جس طرح کانٹے دکھ دیتے ہیں اور ان کو پتا نہیں ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اس طور پر بعض لوگ روحانی طور پر سوکھ کر کانٹے بن جاتے ہیں اور ان کی روز مرہ کی باتیں چاروں طرف دکھ بکھیر رہی ہوتی ہیں ، تکلیف دے رہی ہوتی ہیں اور ان کو خبر بھی نہیں ہوتی ہم کیا کر رہے ہیں۔ ایسے اگر مرد ہوں تو ان کی عورتیں بیچاری ہمیشہ ظلموں کا نشانہ بنتی رہتی ہیں اور اگر عورتیں ہوں تو ان کے مردوں کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔یہ بات بھی ایسی ہے جس کو بچپن سے ہی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ گھر میں بچے جب ایک دوسرے سے کلام کرتے ہیں اگر وہ آپس میں ادب اور محبت سے کلام نہ کریں اگر چھوٹی چھوٹی بات پر تو تو میں میں اور جھگڑے شروع ہو جائیں تو آپ یقین جانیں کہ آپ ایک گندی نسل پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہیں ۔ایک ایسی نسل چھوڑ کر جا رہے ہیں جو آئندہ زمانوں میں قوم کو تکلیفوں اور دکھوں سے بھر دے گی اور آپ اس بات کے ذمہ دار ہیں جن کی آنکھوں کے سامنے ان کے بچوں نے ایک دوسرے سے زیادتیاں کیں ،سختیاں کیں ، بد تمیزیاں کیں اور آپ نے ان کو ادب سکھانے کی طرف توجہ نہ کی۔''

(مشعل راہ جلد 3صفحہ 462)

پھر آپ فرماتے ہیں۔

''میں نے محسوس کیا ہے کہ جب تک بچپن سے ہم اپنی اولاد کو زبان کا ادب نہیں سکھاتے اس وقت تک آئندہ ان کے کردار کی کوئی ضمانت نہیں دے سکتے۔''

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 463)

ہم اپنی زبان سے محبت وپیار کر کے لوگوں کے دلوں پہ فتح حاصل کر سکتے ہیں عربی زبان میں کہتے ہیں۔

لِیْنُ الْکَلَامِ قَیْدُ الْقُلُوْب۔

نرم بات دلوں کی بیڑی ہے۔ پیار سے تو پتھر دِل بھی موم ہوجاتاہے۔

زبان کے استعمال کے بارہ میں تعلیمات ہم تک قرآنِ پاک،احادیث نبوی ﷺ، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء احمدیت کے ذریعہ پہنچ گئی ہیں ۔ اب یہ ہم پر ہے کہ ہم زبان کا استعمال کس طور پر کرتے ہیں کیوں کہ عربی زبان کا محاورہ ہے۔

''اَللِّسَانُ مَرْکَبٌ ذَلُوْلٌ''

زبان سدھائی ہوئی سواری ہے یعنی ہر انسان کے اختیار میں ہے کہ اسے جس طرح چاہے استعمال کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زبان کا بہترین طور پر استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے مسلمان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے۔''مسلما ن وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

(بخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ)

فقہ کیا کہتا ہے

ترتیبِ نماز

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ اگر عصر کی نماز ہورہی ہو اور ایک ایسا شخص مسجد میں آجائے جس نے ابھی ظہر کی نماز پڑھنی ہوتوآیا وہ امام کے ساتھ شامل ہوجائے اور ظہر کی نماز بعد میں پڑھ لے یا پہلے ظہر کی نماز علیحدہ پڑھے اور پھر امام کے ساتھ شامل ہو؟

جواباً فرمایا:۔''میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام سے سنا ہے کہ اگر امام عصر کی نماز پڑھا رہا ہواور ایک ایسا شخص مسجد میں آجائے جس نے ابھی ظہر کی نماز پڑھنی ہو۔یا عشاء کی نماز ہو رہی ہو اور ایک ایسا شخص مسجد میں آجائے جس نے ابھی مغرب کی نماز پڑھنی تھی۔اسے چاہئے کہ وہ پہلے ظہر کی نماز علیحدہ پڑھے اور پھر امام کے ساتھ شامل ہو۔یا مغرب کی نماز پہلے علیحدہ پڑھے اور پھر امام کے ساتھ شامل ہو۔

جمع بین الصلوتین کی صورت میں بھی اگر کوئی شخص بعد میں مسجد میں آتا ہے جبکہ نماز ہو رہی ہو،تو اس کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کا یہی فتویٰ ہے کہ اگر اسے پتہ لگ جاتا ہے کہ امام عصر کی نماز پڑھا رہا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ پہلے ظہر کی نماز علیحدہ پڑھے اور پھر امام کے ساتھ شامل ہو۔اسی طرح اگر اسے پتہ لگ جاتا ہے کہ امام عشاء کی نماز پڑھا رہا ہے تو وہ پہلے مغرب کی نماز کو علیحدہ پڑھے اور پھر امام کے ساتھ شامل ہو۔لیکن اگر اسے معلوم نہ ہو سکے تو وہ جماعت کے ساتھ شامل ہو جائے۔

ایسی صورت میں وہی نماز اس کی ہو جائے گی ۔ بعد میں وہ اپنی پہلی نماز پڑھ لے۔ مثلاً اگر عشاء کی نماز ہو رہی ہے اور ایک ایسا شخص مسجد میں آ جاتا ہے جس نے مغرب کی نماز پڑھنی ہے تو اگر اسے پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ عشاء کی نماز ہے تو وہ مغرب کی نماز پہلے علیحدہ پڑھے اور پھر امام کے ساتھ شامل ہو۔لیکن اگر اسے معلوم نہ ہو سکے کہ یہ کون سی نماز ہو رہی ہے تو وہ امام کے ساتھ شامل ہو جائے۔اس صورت میں اس کی عشاء کی نماز ہو جائے گی ،مغرب کی نماز وہ بعد میں پڑھ لے یہی صورت عصر کے متعلق ہے۔

اس موقعہ پر عرض کیا گیاکہ عصر کے بعد تو کوئی نماز جائز ہی نہیں پھر اگر عدم علم کی صورت میں وہ عصر کی نماز میں شامل ہو جاتا ہے تو اس کے بعد ظہر کی نماز اس کے لئے کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟

حضور نے فرمایا: ۔یہ تو صحیح ہے کہ بطور قانون عصر کے بعد کوئی نماز جائز نہیں مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ اگر اتفاق حادثہ کے طور پر کوئی ایسا واقعہ ہو جائے تو پھر بھی وہ بعد میں ظہر کی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ایسی صورت میں اس کے لئے ظہر کی نماز عصر کی نماز کے بعد جائز ہوگی۔

میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ مسئلہ سنا ہے اور ایک دفعہ نہیں دو دفعہ سنا ہے۔مجھے یا د ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جب دوبارہ اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں اس کے متعلق وضاحت کر چکا ہوں کہ ترتیب نماز ضروری چیز ہے۔لیکن اگر کسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ امام کونسی نماز پڑھا رہا ہے،عصر کی نماز پڑھا رہا ہے یا عشاء کی نماز پڑھا رہا ہے ،تو وہ امام کے ساتھ شامل ہو جائے،جو امام کی نماز ہو گی وہی اس کی نماز ہو جائیگی۔بعدمیں وہ اپنی پہلی نماز پڑھ لے۔

مولوی محمد الدین صاحب کی اس بارہ میں جو روایت شائع ہوئی ہے یا تو غلط فہمی پر مبنی ہے یا کسی اور سے انہوں نے سنا ہے اور ذہن میں رہ گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃو السلام سے سنا ہے۔

میرے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام سے دودفعہ یہ سوال کیا گیا ،اور دونوں دفعہ آپؑ نے یہی جواب دیا کہ بعد میں آنے والے کو اگر علم ہوجاتا ہے کہ کونسی نماز پڑھی جارہی ہے تو ترتیب نماز کو مقدم رکھتے ہوئے وہ مثلاً ظہر یا مغرب کی نماز پہلے پڑھے اور پھر امام کے ساتھ شامل ہو۔لیکن اگر اسے معلوم نہ ہوسکے تو جو امام کی نماز ہوگی وہی اس کی ہوجائے گی۔بعد میں وہ ظہر یا مغرب کی نماز پڑھے گا۔اور یہی ترتیب حقیقی ترتیب ہے۔محمد رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی ترتیب اوّل ہے اور امام مؤخر۔جب علم ہو تو شرعی ترتیب کو مقدم رکھنا چاہئے۔جب علم نہ ہو تو پھر امام کا عمل مقدم ہوگا۔اگر ایسا نہ ہوتا تو عدم علم کی صورت میں مقتدی حیران رہ جاتا کہ میں کیا کروں۔

(الفضل 27 جون 1948ء/فرمودہ14جون 1948 بمقام کوئٹہ)

نمازوں کو باقاعدہ التزام سے پڑھو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''نمازوں کو باقاعدہ التزام سے پڑھو۔بعض لوگ صرف ایک ہی وقت کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔وہ یاد رکھیں کہ نمازیں معاف نہیں ہوتیں۔یہاں تک کہ پیغمبروں تک کو معاف نہیں ہوئیں۔ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس ایک نئی جماعت آئی۔انہوں نے نماز کی معافی چاہی۔آپؐ نے فرمایاکہ جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ نہیں ،اس لئے اس بات کو خوب یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اپنے عمل کر لو ۔''

(ملفوظات جلداول صفحہ 172)

النصر رضا ۔ کینیڈا

علم کی اہمیت ، افادیت ، معانی اور اقسام (قسط 3 آخر)

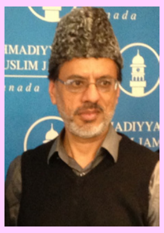

قرآن کریم ، احادیث نبویہؐ، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء سلسلہ کے ارشادات

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور علم

دین تو دین دنیا کے متعلق بھی انسان کا علم بڑھتا رہتا ہے اور کوئی علم بھی تو ایسا نہیں جس میں مزید ترقی کی گنجائش نہ ہو پس دُنیا کے کاموں میں بھی انسان محتاج ہے کہ ہمیشہ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ کی دُعا کرتا رہے کہ اس کے ذریعہ سے علم کی ترقی ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دُعا بجائے محل اعتراض ہونے کے علم کے بارہ میں اسلام کا ایسا وسیع نظریہ پیش کرتی ہے جو قرآن کریم کی برتری کی ایک زبردست دلیل ہے قرآن پہلے مذاہب کی موجودگی میں آیا اور انہیں منسوخ کر کے اس نے ایک نئے اور مکمل دین کے قیام کا دعویٰ کیا مگر باوجود اس کے اس نے دوسرے ادیان کی طرح یہ نہیں کہا کہ اس کے زمانہ میں علم ختم ہو گیا بلکہ یہ کہا کہ اس کے ذریعہ سے علم کی زیادتی ہمیشہ ہوتی رہے گی اور اس کے لئے مسلمانوں کو دُعا سکھائی اور ان پر واجب کیا کہ وہ اسے ہر روز تیس پنتیس دفعہ پڑھا کریں اس طرح اس نے علم کی ترقی کے لئے انسانی نظریہ کو کس قدر وسیع کر دیا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 34)

یاد رہے کہ اس سے پہلے جو سورۃ نازل ہوئی یا یُوں کہو کہ جس سورۃ کی بعض آیات نازل ہوئیں وہ سورۃ العلق ہے۔ اس کی جو آیات سب سے پہلے نازل ہوئیں یہ ہیں اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ اِقۡرَاۡ وَرَبُّكَ الۡاَكۡرَمُ الَّذِىۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ۔ ان آیات میں تبلیغ کے شروع کرنے کا حکم ہے اور بتایا گیا ہے کہ تبلیغ کا حق انسان پر اس لئے ہے کہ اس کا ایک رب ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں محبت اور تعلق کا مادہ پیدا کیا ہے نیز اس نے انسان کے اندر ترقی کی قوتی رکھیں ہیں اور وہ اپنے بندے پر فضل کر کے اسے بڑھانا چاہتا ہے اور اس غرض سے اس نے انسان کو تحریر و تصنیف کا مادہ عطا کیا ہے تاکہ وہ اپنے علم سے خود ہی فائدہ نہ اٹھائے بلکہ دوسروں تک بھی اسے پہنچائے اور آئندہ کے لئے بھی ان علوم کو محفوظ کر دے پھر فرماتا ہے کہ علمی ترقی کا مادہ اور اسے دوسروں تک پہنچانے کی طاقت اس کے اندر رکھ کر اور علم کے محفوظ کرنے کا طریقہ بتانے کے بعد اس نے علم کی ترقی کے لئے ایسے سامان پیدا کئے ہیں جو ہر زمانہ میں علم کی ترقی کا موجب ہوتے رہیں گے اور انسان نئی سے نئی باتیں معلوم کرتا رہے گا جو اس کے باپ دادوں کو معلوم نہیں تھیں۔

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 53)

’’شعور اور علم میں یہ فرق ہے کہ شعور ایک حسِّ باطنی کے متعلق ہے جو بلا سامانِ ظاہری بھی اپنا کام کرجاتی ہے لیکن علم بیرونی چیزوں سے حاصل ہوتا ہے۔ ممکن ہے علم کا اثر قلب پر نہ ہو لیکن شعور کا بالضرور ہوتا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 164)

عَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کی ایک اور تفسیر بھی ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ عَلَّمَ کے معنے خارجی ذرائع سے سکھانے کے علاوہ طبعی طورپر سکھانے کے بھی ہوں یعنے یہ مطلب بھی ہو کہ آدم کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے مختلف علوم کے سیکھنے کا مادہ رکھا یہ ظاہر ہے کہ ہر جنس کے افراد گو اپنی جنس سے تعلق رکھنے والے علوم کو بھی ایک دوسرے سے کم و بیش سیکھتے ہیں لیکن جو علوم ان کے دائرہ سے باہر ہوں انہیں وہ بالکل نہیں سیکھ سکتے۔ پس معلوم ہوا کہ ہر جنس کے لئے اللہ تعالیٰ نے الگ الگ قوتوں کے دائرے مقرر کئے ہیں انسان کے علم حاصل کرنے کا دائرہ اور ہے طوطے کا اور مینا کا اور گھوڑے کا اور۔ اور کتے کا اور۔ مینا طوطا بھی سکھانے سے چند لفظ سیکھ لیتے ہیں لیکن پوری طرح بات سمجھ کر ہر قسم کے موضوع پر بات نہیں کر سکتے لیکن انسان ایسا کر سکتا ہے گھوڑے اور کتے بھی بعض کرتب سیکھ لیتے ہیں لیکن انسان کی طرح ان کا یہ سیکھنا وسیع نہیں ہوتا۔

پس ایک معنی اس آیت کے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر وسیع علوم سیکھنے کی قابلیت پیدا کی اس صورت میں عَلَّمَ الۡاَسۡمَآءَ کے یہ معنے ہونگے کہ اس نے مختلف اشیاء کے خواص سمجھنے کی قابلیت انسان میں پیدا کی چنانچہ آدم کے وقت سے اس وقت تک انسان مختلف علوم میں ایجادیں کر رہا ہے اور ہر روز اس کا علم پہلے سے بڑھ رہا ہے اس صورت میں اسماء کے معنی خواص اور صفات کے ہی ہونگے مگر صفات الٰہیہ کی بجائے صفات طبعیہ کے معنے کئے جائیں گے۔ منطقی اصطلاح کی روشنی میں ان معنوں کی تشریح یہ ہو گی کہ آدم کو ہم نے حیوانِ ناطق بنایا یعنے مختلف اشیاء پر غور کرنے اور اس کی کنہ کو پہنچنے اور دوسروں کو سکھانے کی قابلیت اس میں رکھی جیسا کہ اَنۡۢبِئۡهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ کے الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 315)

’’پس مخالفت جائز ہے بشرطیکہ وہ دیانتداری سے ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہر قسم کی علمی ترقی رُک جاتی۔ کیونکہ تمام علمی ترقیات اختلاف سے وابستہ ہوتی ہیں۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم ص118)

علم دماغی ترقی کا موجب ہوتا ہے۔ میں نے پچھلے جلسہ کے ایک موقع پر یہ بات بیان کی تھی کہ علم کی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ مختلف علوم کے متعلق ایسے لوگوں کے لیکچر ہوتے رہیں جو ان کے ماہر ہوں۔ خواہ یہ علوم دینی ہوں یا دنیاوی۔کیونکہ ہر قسم کا علم انسان کی دماغی ترقی کا موجب ہوتا ہے۔ بعض دفعہ انسان مذہبی طور پر ایک رتبہ حاصل کرلیتا ہے مگر دنیاوی علوم نہ جاننے کے باعث ذلیل ہوتا ہے۔

(تقاریر ثلاثہ ۔انوارالعلوم جلد 7صفحہ 115)

مسلمان معاشرہ اور مسلمان حکمرانوں کی علم دوستی اور مذہبی بے تعصبی کی شہادت کے طور پر مترجم مشہور امریکی مصنف ڈریپر کی کتاب ’’معرکہ مذہب و سائنس‘‘ سے ایک طویل اقتباس نقل کرتے ہیں جس کا ایک حصہ کچھ یوں ہے۔

’’مدارس و مکاتب کی نگرانی بڑی فراخ دلی سے بعض دفعہ نسطوری عیسائیوں اور بعض دفعہ یہودیوں کے سپرد کی جاتی تھی۔ کسی شخص کو کسی خدمتِ جلیلہ پر فائز کرتے وقت حکومت کو یہ خیال نہ ہوتا تھا کہ وہ کس قوم سے تعلق رکھتا ہے یا اس کے مذہبی عقائد کیا ہیں، بلکہ محض اس کی علمی قابلیت کا لحاظ کیا جاتا تھا۔‘‘

(صفحہ 27)

اس کے بعد ’’اسلام کے ہاتھوں علم کی سربلندی‘‘ کے عنوان کے تحت مترجم لکھتے ہیں۔

’’مسلمانوں کا علم سے کیا برتاؤ رہا اور مسلمانوں نے علم کی کیا خدمت کی؟ اس داستان کو، جو نہایت شاندار داستان ہے عرب سے شروع کرنا پڑے گا، جو اسلام کا منبع اور مسلمانوں کا پہلا گہوارہ ہے۔ تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ اسلام سے پہلے عرب میں علم کا مطلقًا کوئی چرچا نہ تھا۔ بعثت کے وقت پورے عرب میں گنتی کے چند ہی آدمی معمولی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ خود پیغمبر اسلام بھی امیٔ محض تھے۔ لکھنا پڑھنا بالکل نہیں جانتے تھے۔ اولین مسلمانوں کی بھی یہی حالت تھی کہ ایک دو شخصوں کے سوا کوئی حرف شناس تک نہ تھا۔ 2ھ میں جنگ بدر ہوئی اور غیر مسلم قیدیوں کی رہائی کا ایک فدیہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے یہ قرار دیا کہ چند مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھادیں۔ یہ مسلمانوں کا پہلا مدرسہ تھا۔ اب دروازہ کھل گیا۔ دیکھتے دیکھتے پوری اسلامی دنیا ایک یونیورسٹی بن گئی اور علمی چرچوں سے گونج اُٹھی۔اسلام سے پہلے عربی زبان میں علوم کیا معنی کوئی چھوٹی سے چھوٹی کتاب بھی موجود نہ تھی ۔لیکن مسلمانوں نے بہت ہی قلیل مدت میں اس زبان کو اعلیٰ درجے کی علمی زبان بنادیا۔ صرف و نحو تیار کی۔ فصاحت و بلاغت کے اصول وضع کئے۔ لغات مرتب کئے اور بے شمار تصنیفوں سے اس زبان کو مالامال کردیا۔ یہ واقعہ ہے اور اس واقعہ سے کوئی ذی علم انکار نہیں کرسکتا کہ اٹھارویں صدی عیسوی کے آخر تک دنیا کی کوئی زبان قدیم ہو یا جدید علمی سرمائے میں عربی زبان کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی۔ یورپین زبانوں کی جتنی بھی پونجی ہے آخری ڈیڑھ سو سال کی پیداوار ہے۔ اس سے پہلے یورپین زبانیں فقیر تھیں اور جو کچھ علمی سرمایہ ان کے پاس تھا عربی کتابوں کے تراجم ہی تھے۔ بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ اکیلی عربی زبان میں جتنی تصانیف موجود تھیں اٹھارھویں صدی کے آخر تک دنیا بھر کی زبانوں کی مجموعی تصانیف سے کہیں زیادہ ان کی تعداد تھی۔مسلمان اس حقیقت سے بخوبی واقف تھے اور خود ان کے رسولِ حق نے اس حقیقت کی طرف ان کی رہنمائی کی تھی کہ علم کا نہ کوئی وطن ہوتا ہے نہ دین نہ قومیت، بلکہ علم تمام انسانوں کی عام میراث ہے اور جہاں بھی ملے مسلمان اسے اپنی متاع گم گشتہ سمجھتے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے علم کے لینے اور دینے میں کبھی تعصب کو راہ نہ دی۔غیر مسلم ہندوستان، ایران، یونان کے علوم ہاتھوں ہاتھ لئے اور یونان کے حکیم اکبر ارسطو کو ’’معلم اول‘‘ کا خطاب دے دیا۔‘‘

(صفحہ 22)

1952ء میں یہ مقدمہ تحریر کرتے وقت مترجم کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا کہ جلد ہی اسلام اور مسلمانوں کی ان عظیم الشان روایات کو پس پشت ڈال دیا جائے گا بلکہ ملیا میٹ کردیا جائے گا اور علم دوست اور آزادیٔ ضمیر کے ضامن اسلام ہی کے نام پر دینی اختلاف کی بنیاد پر ایسی ایسی قدغنیں اور پابندیاں عائد کردی جائیں گی جو ان سنہری اسلامی اصولوں کے یکسر خلاف ہوں گی جن کے گیت اس کتاب میں گائے جارہے ہیں اور جس کی تحسین و آفرین غیر مسلم محققین بھی کررہے ہیں۔مسلمان اپنے عقائد و مسلمات کے خلاف کوئی صدا برداشت نہیں کریں گے، ان کے علماء و حکمرانوں کی جانب سے ضمیر پر قفل چڑھائے جائیں گے اور فکر انسانی کو جکڑبند کیا جائے گا۔اپنے مسلک و عقیدے کے مخالف علماء کے پیچھے خفیہ پولیس لگائی جائے گی اور احتسابی عدالتیں انہیں سزائیں دیں گی۔

*****

بلال احمد بھلی

قرآن میں مذکور پیشگوئیاں اور علوم جن کو سائنس آج ثابت کر رہی ہے

قرآن کریم میں بہت سی ایسی پیشگوئیاں اور علوم بیان ہوئے ہیں جو آج کے زمانہ میں پوری ہوئیں اور موجودہ سائنسی تحقیقات ان کے پورے ہونے پر گواہی دیتی ہیں۔ اس مضمون میں ان چند پیشگوئیوں اور علوم کا ذکر کیا جائے گا جو اظہر من الشمس ہیں۔

1۔ایٹمی تباہی کی پیشگوئی اس زمانہ میں کی گئی جب ایٹمی دھماکے کا تصور کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ جیسا کہ ابھی بیان کیا جائے گا قرآن کریم کی بعض آیات میں بڑی صراحت کے ساتھ ایسے باریک ذرات کا ذکر ملتا ہے جو بے انتہا توانائی کا منبع ہیں گویا کہ اپنے اندر جہنم کی آگ سمیٹے ہوئے ہیں۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ﴿۲﴾ الَّذِيۡ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ ﴿۳﴾ يَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ ﴿۴﴾ كَلَّا لَيُنۡۢبَذَنَّ فِي الۡحُطَمَةِ ﴿۵﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰكَ مَا الۡحُطَمَةُ ﴿۶﴾ نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ﴿۷﴾ الَّتِيۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ ﴿۸﴾ اِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ ﴿۹﴾ فِيۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿۱۰﴾ (الھمزہ:2تا10)

ترجمہ: ہلاکت ہو ہر غیبت کرنے والے سخت عیب جو کے لئے۔ جس نے مال جمع کیا اور اس کا شمار ہی کرتا رہا۔وہ گمان کیا کرتا تھا کہ اس کا مال اسے دوام بخش دے گا۔خبردار! وہ ضرور حطمہ میں گرا دیا جائے گااور تجھے کیا معلوم کہ حطمہ کیا ہے۔ وہ اللہ کی آگ ہے بھڑکائی ہوئی جو دلوں پر لپکے گی ۔یقیناً وہ ان کے خلاف بندر کھی گئی ہے۔ ایسے ستونوں میں جو کھینچ کر لمبے کئے گئے ہیں۔

حطمہ سے مراد وہ مہین اور باریک ترین ذرات ہیں جو ایک نیم روشن کمرے میں سے گزرتی ہوئی روشنی کی شعاع میں تیرتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ مستند عربی لغات میں حطمہ کے دو بنیادی معانی پائے جاتے ہیں۔ ایک حطمہ ہے جس کا مطلب کسی چیز کو پیسنا یا ریزہ ریزہ کرنا ہے ۔دوسرا حطمہ جس کے معنے بے حقیقت سے چھوٹے ذرات کے ہیں۔ گویا حطمہ کسی چیز کو اس کے باریک ترین ذرات میں توڑنے کو کہتے ہیں۔

جب سے انسان نے ایٹم کا پوشیدہ راز دریافت کر کے اس میں موجود بے انتہا توانائی سے آگہی حاصل کی ہے یہ بات قابل فہم ہوگئی ہے کہ یہی وہ دور ہے جب باریک ترین ذرات میں چھپی ہوئی آگ باہر نکل کر ہزار ہا مربع میل علاقہ کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔ جب تک سائنسی لحاظ سے یہ معلوم نہ ہو کہ ایٹمی دھماکہ کس طرح ہوتا ہے اور جوہری کمیت میں کیا کیا تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں قرآن کریم میں مذکور لمبے ستونوں کے معنی مکمل طورپر سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ پھٹنے سے قبل جو ہری کمیت کی کیفیت کو ایٹمی ماہرین اس طرح بیان کرتے ہیں جیسے کوئی چیز اپنے اندر بے انتہا دباؤ کی وجہ سے پھٹ پڑنے والی ہو۔ یہ دباؤ ایٹم کے مرکز کے پھٹنے سے قبل اس کے پھینکنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس عمل میں ایک بڑے ایٹمی وزن والا عنصر کم ایٹمی وزن والے دوعناصر میں تقسیم ہو جاتاہے۔ اس عمل میں ایٹمی وزن کا جو معمولی سا حصہ ضائع ہوتا ہے وہ توانائی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ایٹمی دھماکہ کے وقت گاما ریز نیوٹرانز اور ایکس ریز کی ایک بہت بڑی تعداد خارج ہوتی ہے ۔ ایکس ریز درجہ حرارت کو فور ی طورپر بے انتہا بڑھا دیتی ہیں۔ نتیجۃً آگ کا ایک بڑا سا گولہ بنتا ہے جو انتہائی گرم ہواؤں کے دوش پر تیزی سے بلند ہونا شروع ہو جاتا ہے ۔یہ بہت بڑی کھمبی نما آگ کی چھتری میلوں دور سے نظر آتی ہے۔ گاما ریز جو اس عمل کے دوران خارج ہوتی ہیں یہ روشنی کی رفتار سے سفر کرتے ہوئے ان گرم لہروں کو مات دے دیتی ہیں۔یہ بے حد مرتعش ہوتی ہیں اور اسی ارتعاش کی وجہ سے دلوں کی حرکت کو بند کر دیتی ہیں جیسا کہ فرمایا **اَلَّتِيۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ (الھمزہ:8)** یعنی جو دلوں پر لپکے گی۔اس لئے فوری موت ایکس ریز سے پیدا ہونے والی حرارت کی بجائے گاما ریز کی شدید توانائی کے نتیجہ میں واقع ہوتی ہے۔ایٹم میں دو طرح کے عمل ہوتے ہیں ہائیڈروجن ایٹم میں Fussion Reaction عمل میں آتا ہے اور Uranium میں Fission Reaction عمل میں آتا ہے۔ Fission Reaction میں ایک زنجیر بنتی چلی جاتی ہے۔ کہ جب نیوٹرانز کی بوچھاڑ یورینیم پر کی جاتی ہے تو یہ یورینیم کا ایک ذرہ آگے مزید دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ پھر جب نیوٹرانز ان دو ذروں پر پڑتے ہیں جن کو Daughter Element کہہ سکتے ہیں تو یہ دو Elements مزید چار Elements میں تقسیم ہو جائیں گے۔ جیسے جیسے یہ element یورینیم کا ٹوٹتا چلا جاتا ہے۔ اس سے گاما ریز اور ایکس ریز نکلتی چلی جاتی ہیں او راس کا کچھ حصہ انرجی میں تبدیل ہو جاتا ہے جو Heat کی صورت میں ہوتا ہے یہی آئن سٹائن کا نظریہ ہے کہ $E=mc^2$ کہ آپ mass کو توانائی (Energy) میں تبدیل کر سکتے ہیں جیسا کہ جب یورینیم کے substance مزید ٹوٹتے چلے جاتے ہیں تو توانائی پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح ان ذرّات کے ٹوٹنے سے جو عمل وقوع پذیر ہوتا ہے اسے Fission chain reaction کہتے ہیں اور یہ وہی ذرات ہیں جنہیں پہلے حطمہ بتایا گیا ہے۔

دھماکہ کے 37 سیکنڈ کے بعد اس ایٹم کے پھٹنے کے نتیجے میں جو دھواں پیدا ہوتا ہے اس کی اونچائی 3 میل ہوتی ہے اور 10 منٹ بعد اس کے دھواں کی اونچائی 12 میل ہوجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس سے نکلنے والی Heat جسموں کو پگھلا دیتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر آپ دھماکہ کی جگہ سے 2 میل کے فاصلے پر موجود ہیں تو آپ کے بچنے کے امکانات ہو سکتے ہیں وہ بھی اسی صورت میں کہ آپ کسی تہہ خانہ میں موجود ہوں جو کپڑے آپ نے پہنے ہوں وہ فوراً تبدیل کریں کیونکہ ان میں تابکاری شعائیں داخل ہوئی ہوتی ہیں زیادہ وقت ان حالات میں سونے میں گزاریں ممکن ہے کہ آپ کو بہت تیز بخار ہو جو دوائی پاس ہو استعمال کریں اور باہر ہر گز نہ نکلیں۔ کیونکہ ہوا میں موجود تابکاری مدار آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔

2۔وَخَلَقۡنٰكُمۡ اَزۡوَاجًا ترجمہ: اور ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا پیدا کیا۔خدا تعالیٰ نے ہر ایک چیز کا جوڑا پیدا کیا ہے اور اس سے ثابت ہے کہ ہر ایک چیز دوسری چیز کی محتاج ہے سوائے خداتعالیٰ کے۔ ہم باریک ترین نظر سے بھی تحقیق کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ایٹمز بھی آپس میں جوڑے بنا کر رہتے ہیں ۔ایٹمز کا بھی اکیلے رہنا محال ہے انہیں بھی کسی دوسرے ایٹم کے ساتھ تعلق بنانا پڑتا ہے ۔ یعنی ایک Bond بنانا پڑتا ہے ۔ جس بھی ایٹم کا Velence Shell مکمل نہیں ہو گا یعنی اس میں موجود الیکٹرونز کی تعداد پوری نہیں ہوگی تو وہ ضرور کسی دوسرے ایٹم کے ساتھ جوڑا بنا کر اپنے Velence Shell کو پورا کرے گا۔ کسی بھی ایٹم کے دوسرے دائرے میں یعنی Shell میں 18 الیکٹرونز ہونے چاہیئں اگر کم ہوں تو ضرور اسے کسی دوسرے ایٹم کے ساتھ Bond بنانا پڑتا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ ہر چیز خدا تعالیٰ نے جوڑوں کی شکل میں پیدا کی ہے اور اس چیز کو آج سائنس Prove کر رہی ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے یہ بات آج سے 1500 سال پہلے قرآن کریم میں بیان فرمادی۔

3۔بگ بینگ (Big Bang) کا نظریہ قرآن کریم نے سب سے پہلے پیش فرمایا۔

اَوَلَمۡ يَرَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ كَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا (الانبیاء:30) کیا انہوں نے دیکھا نہیں جنہوں نے کفر کیا کہ آسمان اور زمین دونوں مضبوطی سے بند تھے پھر ہم نے ان کو پھاڑ کر الگ کر دیا۔

اب یہ ایسی علمی تحقیق کیا کوئی اور مذہب پیش کرتا ہے کہ وہ بات کہ جو آج لوگو ں کے سامنے ظاہر ہوئی خدا تعالیٰ نے 1500 سال پہلے ہی قرآن کریم نے اسے بیان فرمایا ۔

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ۔**يَوۡمَ نَطۡوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلۡكُتُبِ (الانبیاء:104)** جس دن ہم آسمان کو لپیٹ دیں گے جیسے دفتر تحریروں کو لپیٹتے ہیں۔بلیک ہول اس وسیع و عریض مادہ کی منفی شکل ہے جو اپنی ہی کشش ثقل کے دباؤ کے زیر اثر سکڑ کر اپنا مادی وجود کھو بیٹھتا ہے۔ سورج سے تقریباً 15 گنا بڑے ستارے جب اپنا دور حیات ختم کر چکتے ہیں تو ان سے بلیک ہول کے بننے کا آغاز ہوتا ہے ان ستاروں کی کشش ثقل ان کے وجود کو سکیڑ کر چھوٹی سی جگہ پر سمیٹ لیتی ہے۔اس کشش ثقل کی شدت کی وجہ سے مادہ مزید سکڑ کر سپر نووا کی شکل اختیار کر لیتاہے۔ اس کی اندرونی کشش ثقل اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ روشنی بھی اس سے باہر نہیں آسکتی۔

اوپر بیان کر دہ آیت میں خداتعالیٰ نے واضح طور پر بیان فرمایا کہ ایک دن یہ کائنات لپیٹ کر ایک بلیک ہول میں ڈالی جائے گی۔کیونکہ بلیک ہول سے ہی یہ دنیا نکلی اور قرآن کریم کے مطابق اور جدید سائنسی تحقیقات بھی اس بات پر شاہد ہیں کہ یہ کائنات ایک بلیک ہول سے ہی نکلی اور اسی میں جائے گی۔اتنی عظیم خبر خداتعالیٰ نے 1500 سال پہلے بتا دی ۔اب بتلاؤ کہ کیا سوائے قرآن کریم کے کوئی اور کتاب ایسی پیشگوئیاں بیان کرتی ہے؟

قرآن کریم میں اور بھی بہت سارے مضامین بیان فرمائے گئے ہیں جو آج اظہر من الشمس کی طرح لوگوں پر کھلے ہیں۔اب یہ تمام پیشگوئیاں حضرت نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائیں کیاکوئی شخص اتنے 100 سال پہلے کوئی ایسی پیشگوئی کر سکتا تھا جو کئی 100 سالوں بعد پوری ہو؟لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ پیشگوئیاں ایک صادق کو ظاہر کرتی ہیں اور اسی کا کہنا ہے کہ خدا تعالیٰ بھی ایک ہے۔

اگر ہم نظر دوڑا کر دیکھیں تو نظر آئے گا کہ ایک انتظام ہے جو چل رہا ہے ہر ایک چیز اپنے دائرے میں حرکت کر رہی ہے۔ جس سے پتا چلا کہ قانون ایک ہے اور اگر قانون ایک ہے تو اس کائنات کا صانع بھی ایک ہی ہے۔لہٰذا Professor Stephen Hawking کا دہریت والا نظریہ باطل ہوا کہ جو کہتا ہے کہ خدا نہیں ہے۔

Professor Stephen Hawking سے یہ سوال ہے کہ Newton کا دوسرا قانون ہے $F=ma$ کہ جس طرف کسی ماس پر Force لگائی جائے گی اسی طرف وہ ایکسلریشن Accelration پیدا ہوتاہے۔ تو بتائیں ان سیاروں میں کسی نے کوئی Force لگائی ہے تو یہ حرکت کررہے ہیں بغیر Force کو Induce کئے کس طرح ان سیاروں میں یہ حرکت پیدا ہو سکتی ہے۔لہٰذا ثابت ہوا کہ کسی نے اس نظام میں Force لگائی ہے۔ تو یہ نظام رواں دواں ہے ۔ بغیر کسی چیز کو force لگائے اسے حرکت میں لانا غیر ممکن ہے۔لہٰذا ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ہی یہ (Force) اس نظام عالم میں ڈالی۔ قرآن کریم کی ان اعلیٰ پیشگوئیوں کو دیکھ کر یہ بات پتا چلتی ہے کہ ضرور یہ قرآن کریم کسی مدبر ہستی کی طرف سے ہے ۔ تو اگر یہ واقعی ایک اعلیٰ ہستی کی طرف سے ہے تو اسی کتاب میں یہ دعویٰ سچا ہے۔ جب دیکھا جارہا ہے کہ اتنی بڑے غیب پر مبنی پیشگوئیاں پوری ہوئیں تو ایک خدا کا دعویٰ بھی اسی قرآن کریم نے کیا جو ہمیں علمی و عقلی تحقیق سے ماننا پڑتا ہے۔قرآن کریم میں اور بھی بعض امور ہیں جو وقت کے ساتھ لوگوں کے سامنے آتے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم پر تدبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین

حقیقی نماز

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں

”نماز اس وقت حقیقی نماز کہلاتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سے سچا اور پاک تعلق ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اطاعت میں اس حد تک فنا ہو اور یہاں تک دین کو دنیا پر مقدم کرلے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں جان تک دے دینے اور مرنے کے لئے تیار ہو جائے جب یہ حالت انسان میں پیدا ہو جائے اس وقت کہا جائے گا کہ اس کی نماز نماز ہے مگر جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر پیدا نہیں ہوتی اور سچے اخلاص اور وفاداری کا نمونہ نہیں دکھلاتا اس وقت تک اس کی نمازیں اور دوسرے اعمال بے اثر ہیں۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 501)

عرفان احمد خان۔ جرمنی

جماعت احمدیہ جرمنی، شعبہ تبلیغ کی سرگرمیاں

جماعت احمدیہ جرمنی کی یہ خوش قسمتی رہی ہے کہ خلفائے سلسلہ نے جرمن قوم میں تبلیغ کے لئے اپنی خصوصی توجہ اور رہنمائی کا مستحق ٹھہرایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یورپ میں پہلی مسجد برلن میں تعمیر کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ جنگ عظیم اول کے اثرات اس منصوبہ میں حائل ہوئے لیکن جرمنی یورپ کا واحد ملک ہے جہاں خلافت ثانیہ کے دوران دو مساجد تعمیر ہوئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو خواب میں دل کی شکل کا پتھر دکھایا گیا جس پر کلمہ طیبہ کندہ تھا۔ حضور کے خواب میں ہی بتایا گیا کہ یہ دل جرمنوں کا ہے جو بظاہر سخت دِل نظر آتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اسلام کے لئے ان کے دل نرم کردے گا اور جرمن اسلام قبول کرنے والوں میں اولین میں شمار ہوں گے۔ آپ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والا فرمان "محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں" آج خدا کے فضل سے جرمنی میں جماعت احمدیہ کی پہچان بن چکا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جرمنی کے طول و عرض میں بیسیوں تبلیغی نشستوں میں خطاب فرمایا۔ مجلس سوال و جواب میں شرکت کی اور 100 مساجد کی تعمیر کی تحریک کرکے اسلام کی تبلیغ کا مستقل در کھول دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقت کے تقاضوں کو جانچتے ہوئے جرمنی میں جامعہ احمدیہ کی تعمیر کی، کئی ملین تبلیغی پمفلٹ کی تقسیم، شہر شہر پودوں کی شجر کاری اسکیم میں تعاون۔ میراتھن ریس کے انعقاد کے ذریعہ عوام الناس کے دل جیتنے کی مہم کی طرف نئے سے نئے ہدایات دینے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ جس کے مثبت نتائج خداتعالیٰ کے فضل سے سامنے آرہے ہیں۔ شعبہ تبلیغ اپنے امام کے ارشادات اور احکامات کو ممبران جماعت احمدیہ تک پہنچانے اور اُن کو تبلیغ میں فعال رکھنے کے لئے مختلف ورکنگ گروپس اور ڈیسک بناکر فرائض کی بجاآوری میں مصروف ہے۔ جرمنی کے علاوہ جن ممالک میں تبلیغ کی عمومی ذمہ داری جرمن جماعت کے شعبہ تبلیغ کے سپرد ہے ان میں :

Latvia, Lithuania, Czech Republic, Luxembourg, Bulgaria, Georgia, Azerbaijan, Armenia, Moldova, Meeru Island شامل ہیں۔ جرمنی میں تبلیغ کے لئے حافظ فرید احمد خالد سیکرٹری تبلیغ اور اُن کے رفقاء نے 12 ڈیسک قائم کر رکھے ہیں جن میں German, French, PAAMA African Desk, Kosovo, Parish, Russian, Turkish, Albanian, Arabic, Bangla, Bosnian, Bulgarian ان 12 ڈیسکوں کے انچارج اور ان سے وابستہ افراد اکٹھے ہوکر تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے اور نئے لائحہ عمل ترتیب دیا کرتے ہیں۔ جلسہ سالانہ پر مشترکہ اجلاس کے علاوہ شعبہ تبلیغ سال میں ایک بار ان سب کا مشترکہ اجلاس بھی تقریب کی صورت میں منعقد کرتا ہے۔ جس میں بعض مہمان بھی مدعو کئے جاتے ہیں جس کا اختتام عشائیہ پر کیا جاتا ہے۔

2019ء کی یہ تقریب 16 نومبر بروز ہفتہ نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد بیت السبوح کے اسپورٹس ہال میں منعقد ہوئی جس کو شعبہ تبلیغ اور شعبہ ضیافت کے کارکنان نے بہترین آرائش کرکے تقریب ہال میں بدل دیا تھا۔ محترم امیر صاحب جرمنی کے تشریف لانے پر تقریب کی نظامت کے فرائض سیکرٹری تبلیغ کے کہنے پر عزیزم عطاء الوحید خان نے سنبھالے۔ حاضرین جن کی تعداد 130 تھی کا تعلق مختلف قومیتوں سے تھا۔ اس لئے تقریب کی ساری کارروائی جرمن زبان میں جاری رہی۔ تلاوت قرآن کریم ایک احمدی دوست طاہر المانی نے کی۔ حاضرین کو بتایا گیا کہ گو 12 تبلیغی ڈیسکوں کے انچارج اور کارکنان یہاں موجود ہیں لیکن حسب روایت آج جن تین ڈیسک کے کام کے طریق کار کے بارے میں آگاہی دی جائے گی اُن میں ترکی، البانیہ اور عرب ڈیسک شامل ہیں۔

ترکی کے حوالے سے مبلغ سلسلہ محمد احمد راشد اور ترک بھائی Mr. Enes Karahn نے بتایا کہ ترکی زبان میں ہماری 24 گھنٹے ہاٹ لائن سروس موجود ہے۔ جماعت جرمنی کا ترک زبان میں ہوم پیج ہے۔ سوشل میڈیا کو تبلیغ کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ ہر ہفتہ کے دن شام ساڑھے سات بجے ایم ٹی اے پر لائیو

پروگرام نشر ہوتا ہے۔ جس میں لوگوں کے سوالوں کے جواب دئے جاتے ہیں۔ یہ پروگرام جرمنی ترکی کے علاوہ بلقان ممالک میں آباد ترک عوام بھی دیکھتے ہیں۔ ایم ٹی اے کے لائیو پروگرام میں شامل ہونے کے لئے ترک احمدی پورے جرمنی سے فرینکفرٹ آکر پروگرام میں مدد کرتے ہیں۔ آج کی تقریب میں بھی 13 ترک احمدی موجود ہیں۔ ایم ٹی اے پر نشر ہونے والے پروگرام میں پوچھے جانے والے اہم سوالات اور اُن کے جواب کو بعد میں YouTube پر اپ لوڈ کردیا جاتا ہے۔ جس سے 12ہزار 970 افراد استفادہ کرچکے ہیں۔ 2001ء سے 2011ء تک ماہانہ بلیٹن شائع کیا جاتا ہے۔ 2011ء سے حضور انور کی اجازت سے تربیتی و تبلیغی سہ ماہی رسالہ بھی شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ رسالہ ترکی کی 55 یونیورسٹیوں کے 70 پروفیسرز کو بھجوایا جاتا ہے۔ سلسلہ کی 36 کتب کا ترک زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور 15 پر کام جاری ہے۔ 1980ء کی دھائی میں مکرم ڈاکٹر عبد الغفار نے قرآن کریم کا ترجمہ معہ نوٹس کے تیار کیا تھا جس کے لئے اُنہوں نے تفسیر صغیر سے مدد لی تھی۔ اب قرآن کریم کا سادہ زبان میں بھی ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ اور دونوں تراجم شائع کردیئے گئے ہیں۔ ہر تین ماہ کے بعد ترک احمدیوں کی مشترکہ میٹنگ رکھی جاتی ہے۔ اب 13،14 دسمبر کو میٹنگ ہوگی۔ ترک ڈیسک کا ایک اہم کام ترک فیملیوں سے رابطہ رکھنا ہے۔ اُن کے سوشل مسائل اور ذاتی مسائل کے حل کرنے میں اُن کی مدد کرنا بھی شامل ہے۔

البانیہ ڈیسک سے متعارف کرواتے ہوئے مبلغ سلسلہ مکرم شاہد احمد بٹ اور Mr. Shpeytim Gashi نے بتایا کہ البانوی زبان میں جماعت کی ویب سائٹ موجود ہے۔ فیس بک کو بھی ذریعہ تبلیغ بنایا گیا ہے۔ ذاتی تعلقات اور فلائر کی تقسیم کے ذریعہ بھی تبلیغ کی جارہی ہے۔ سوشل میڈیا کا استعمال بھی ہے۔ البانوی باشندوں کو نظام جماعت میں فعال کرنے اور Integration کے پروگرام بھی کئے جاتے ہیں۔ ذیلی تنظیموں کا نظام راسخ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ احباب جماعت سے ذاتی رابطے رکھ کر اُن کے معاشرتی اور نجی مسائل حل کرنے میں مدد کی جاتی ہے۔ سہ ماہی رسالہ بھی نکالا جاتا ہے۔ 31 جماعتی کتب کا ترجمہ شائع کیا جاچکا ہے۔ دو کتب کا ترجمہ کیا جارہا ہے۔ تقریب کی کارروائی اسکرین پر بھی دکھائی جارہی تھی۔ چنانچہ البانوی ڈیسک کے کام اور کارکردگی پر مشتمل ایک تصویری خبر نامہ بھی حاضرین کو دکھایا گیا۔

عربی ڈیسک سے متعارف مبلغ سلسلہ عثمان احمد چیمہ صاحب اور عرب بھائی Mohammad Alqyal نے کروایا۔ موجودہ عربی ڈیسک 2012ء میں تشکیل نو کے بعد معرض وجود میں آیا۔ اس وقت 400 عرب سے منسلک ہیں۔ 15 افراد کی ٹیم ان سے رابطہ میں رہتی ہے۔ التقویٰ رسالہ لنڈن سے منگوا کر ان کو دیا جاتا ہے۔ جلسہ سالانہ کے علاوہ عرب اجتماع کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اپریل 2020ء میں بھی اجتماع کیا جارہا ہے۔ سلسلہ کے لٹریچر کا عربی ترجمہ کروایا جارہا ہے۔ عرب کو لوکل جماعتوں میں انضمام کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔ عرب فیملی کے مسائل کے حل کے لئے ہر ممکن مدد فراہم کی جاتی ہے۔ جلسہ سالانہ پر عرب افراد کو خطوط لکھ کر اُن کو جلسہ میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔

آخر پر محترم امیر صاحب جرمنی حاضرین سے مخاطب ہوئے۔ محترم امیر صاحب نے کہا کہ مجھے مسلمانوں کی تنظیموں کی تقاریب میں شرکت کا موقع ملتا ہے بعض تو ہمارے تنظیمی امور پر حیرت کا اظہار کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ آپ لوگ کس طرح ان امور پر کمان رکھتے ہو۔ میں اُنہیں بتایا کرتا ہوں کہ یہ نظام خلافت سے وابستہ ہونے کی برکات ہیں۔ ان میں بعض تنظیمیں ایسی ہیں جو عقائد کے اختلاف کے باوجود ہمارے ساتھ تعلق رکھنا چاہتی ہیں۔ ہمیں اچھی نگاہ کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ ان کے ساتھ ہمیں تعلقات بڑھانے چاہئیں۔ جماعت میں نئے داخل ہونے والوں کو لوکل جماعتوں میں فعال رول ادا کرنا ہے۔ جرمنی میں 5 ملین مسلمان ہیں لیکن اسلام کی ترجمانی اور اسلام کے جواب دہ ہم لوگ ہیں جو تعداد میں تھوڑے ہیں۔ اس لئے ہم نے کبھی غافل نہیں ہونا اور ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے مستعد رہنا ہے۔ سوا تین بجے امیر صاحب نے دعا کروائی جس کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا۔

DAILY ALFAZL LONDON (Online Edition)
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline Face book:alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 00447493785065 00447951614020
اپنے مضامین،آرٹیکلز، نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں
ANDROID APP ON Google Play

(بقیہ از صفحہ 3۔ایک غلام کی سرگزشت)

بات ہے شروعات ہوئی تھیں ۔ میں نے عرض کیا حضور میٹنگ میں شمولیت کی درخواست آئی ہے لیکن میں جاؤں گا نہیں۔حضور نے فرمایا نہیں ،تم جاؤ گے ۔تم نے جانا ہے ۔گورنمنٹ نے ہماری پرفارمنس کی وجہ سے سٹیٹس کی وجہ سے ہمیں انڈیپنڈنٹ سٹیٹس مل گیا ہوا تھا۔گورنمنٹ کی طرف سے پورے لاہور کو اور ہمارے کالج کو ۔گورنمنٹ نے دیا تھا ۔لیکن یونیورسٹی نے ابھی سرٹیفائڈ نہیں کیا تھا اور یہ معاملہ یونیورسٹی میں پیش کرنا تھا ۔ حضرت صاحب نے فرمایا تمہارا معاملہ پیش ہونا ہے تم نے جانا ہے وہاں ۔چنانچہ میں چلا گیا وہاں ۔تو پہلے سے یہ پروگرام بنا ہو اتھا 15-20آدمی ملے ہوئے تھے کہ جب یہ معاملہ پیش ہو تو بحث ہوتی ۔یہ معاملہ ختم نہ ہو۔۔۔لمبی لمبی تقریریں کریں گے اور وقت ختم ہوجائے گا اور یہ میٹنگ ایک دن کی ہوتی تھی اور پھر اگلے سال یہ اجلاس جاپڑے گا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ یونیورسٹی ہمیں یہ سٹیٹس دے۔پھر ہمارے د س ایم ایس سی میں لڑکے جاتے تھے اوردس کی فرسٹ کلاس آجاتی تھی ۔تو کہتے تھے مرزائی خود ہی لے لیتے ہیں ۔

چنانچہ ہمارا کیس ٹاپ پر تھا ۔تو وہاں ڈاکٹر رفیع احمد چوہدری صاحب ہوتے تھے ۔وہ فزکس کے تھے اور جو گورنمنٹ کالج کی ہائی ٹینشن لیبارٹری تھی اس کے انچارج بھی تھے ۔حضرت صاحب کے بڑے معتقد تھے بڑا ادب بھی کرتے تھے ۔طبیعت کے بڑے سادہ تھے ۔جب ہم نے ایم ایس سی کی ایپلی کیشن (درخواست)کی وہ ممبر تھے ۔۔۔انہوں نے کہا یہاں ایم ایس سی نہیں ہونی چاہئے کیونکہ یہاں کلر بہت ہے ۔اور عمارت کی کوئی عمر نہیں اور وہ کہا کرتے تھے کہ تمہارے حق میں یہ بات کہی تھی ۔اس سے آپ کو بڑا فائدہ ہوا تو میں نے ان کو پاس بٹھایا ہوا تھا۔اگر یہ نہ بولے تو میں ان کو کہوں گا اٹھو بولو اور اس طرح 15-20آدمیوں کو بریف کیا ہوا تھا ۔بولتے چلے جانا رکنا نہیں ۔اتنے میں تلاوت ہوئی ۔ڈاکٹر اجمل صاحب وائس چانسلر تھے میرے کلاس فیلو بھی تھے ۔دوست بھی تھے۔وہ ایک احمدی کے بیٹے تھے ۔خود تو احمدی نہیں تھے ۔والدہ کی سیپریشن ہوگئی تھی ۔والدہ کے پاس ہی رہتے تھے ۔شریف آدمی تھے ۔قابل آدمی تھے ۔بعد میں سینٹر میں ایجوکیشنل سیکرٹری بھی ہوگئے تھے ۔پھر نیشنل پروفیسر ہوگئے تھے ۔ حضرت صاحب کا بہت ادب کرتے تھے ۔کیس ابھی پیش ہوا ایجنڈا ہوتا تھا اتنا موٹا (ہاتھ کے اشارے سے)چھپا ہو ا۔تو پیش اس طرح ہوتا ہے بیج فلاں نمبر فلاں....No taken as passed.Objection.Any objectionاس طرح ہوتا تھا جلدی جلدی پیش ہوتا تھا ۔ واحد حسین ہمارے رجسٹرار تھے میں ان کے ساتھ معذرت کے ساتھ پیش کرتا ہوں اگر وہ زندہ ہیں کہ حضرت صاحب نے ان کی پرورش کی تھی ۔وہ پی اے تھے جب ان کو کالج میں لیکچرار لگادیا تھا ۔لیکن انہوں نے ہماری بڑی مخالفتیں کی تھیں ۔تو ابھی تلاوت ختم ہوئی ہے تو یہ کیس پیش ہوگیا ۔اب پیش کیا ہو ا۔ایجنڈا ایک اور تھا وہ یہ تھا Sociology of religion ایک Subjectبنایا تھا ۔ Sociology of religionمذہب کی عمرانیات ۔اس پر بہت سی کتابیں ریکمنڈ کی ہوئی تھیں ۔یعنی ریکمنڈ کونسل پہلے ریفر کرتی ہے پھر سینٹ میں آتا ہے ۔تو 15-20نام تھے ۔تو یہ چوہدری صاحب کھڑے ہوگئے ۔مسٹر وائس چانسلر سر I move new amendment........انہوں نے میرے حق میں اپنی طرف سے بات کی ہوگی ۔That the book religion of the Islam by Molvi Muhammad Ali should be included in the list شور مچ گیا ۔آدھے سے زیادہ ہاؤس تو میرا مخالف تھا۔ایک کھڑ اہوا۔which molana M.aliتو انہوں نے کہا Not molana Muhammad ali johar but molana Muhamad ali of jmat e ahmadiya Lahore اس پر شور مچ گیا ڈیسک بجنے شروع ہوگئے کہ نہیں ہوسکتا ،نہیں ہوسکتا ۔اس پر مجھے خیال آیا ۔میں کھڑا ہوا تو یہ صاحب بھی کھڑے ہوگئے۔کہا سر amendment......اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جب میں حضرت صاحب کے پاس واپس آیا ۔اور حضور سے عرض کیا اور جب میں اس بات پر پہنچا تو حضور نے غصہ میں ٹہلنا شروع کردیا ۔جب حضور کی طبیعت پر بوجھ ہوتا تھا ۔چہرہ سرخ ہوجاتا تھا ۔فرمایا تم لوگ بڑے بے غیرت ہو ۔تم کیوں نہیں بولے ؟میں نے کہا حضور انہوں نے مجھے ڈراپ کردیا ہوا تھا لیکن بات ختم نہیں ہوئی ابھی بات رہتی ہے ۔چنانچہ اس کے بعد وائس چانسلر تھے شیخ امتیاز علی ۔وہ لاء کالج کے پرنسپل بھی تھے حضرت صاحب کے بڑے دوست تھے ۔ حضور میں ان کے پاس گیا ۔یہ میں رپورٹ حضرت صاحب کو دے رہاہوں میں نے کہا شیخ صاحب آپ اتنی تقریریں کیاکرتے ہیں ۔ Freedom of independent thought آج کیا ہوا ہے۔کہنے لگے چوہدری صاحب ہم بڑے بزدل ہیں۔میں نے کہا آج آپ نہیں بولے تو کل پھر میٹنگ رکھی ہے۔تو کل آپ کو بولنا ہوگا ۔وہ کہنے لگے میں آپ سے وعدہ نہیں کرتا اور مجھے کہا کہ آپ بول ہی نہیں سکتے میں نے کہا کیوں ؟۔یہ ایک دن کی میٹنگ ہوتی ہے اب انہوں نے گورنمنٹ سے سپیشل اجازت لے کر ایک دن کی میٹنگ اور رکھی ہے اور یونیورسٹی پر کئی لاکھ روپے کا بوجھ پڑ گیا ہے ۔باہر کے ملکوں سے بھی آتے تھے ۔پہلے ایجنڈے پر میٹنگ تھی اب ایجنڈا ختم ہوگیا ہے۔تو آپ نہیں بول سکتے ۔ میں نے کہا میں نے نہیں بولنا آپ نے بولنا ہے ۔میں وعدہ نہیں کرتا موقع دیکھ کر ۔میں نے کہا اچھا پھر نہ بولنا ۔یہ باتیں حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کررہا ہوں میں غصہ کھاکر اٹھ کھڑا ہوا۔جب دروازہ پر پہنچا تو ان کی آواز آئی چوہدری صاحب آپ رک جائیں ۔ایک بات میں آپ کو بتا دیتا ہوں ایک اور مضمون ہے جو اسلامیات کا ہے ۔Islamic studies کہ ایم اے میں یہی کتاب Recomended ہے۔میں نے کہا آپ نہ بولیں میں بول لوں گا۔آپ بول نہیں سکیں گے۔اگلے سال آپ ایجنڈے میں رکھوائیں پھر بول سکیں گے ۔میں نے کہا دیکھا جائے گا یہ پیارے دوست ڈاکٹر اجمل صاحب۔میں ان کا احترام بھی کرتا ہوں ۔دوست بھی تھے بڑے ۔حضرت صاحب کا بڑا ادب کرتے تھے (یہ باتیں حضرت صاحب سن رہے ہیں اور یہ سب باتیں میں لندن میں سنا رہاہوں ۔ان کو جو پیغامی دوست تھے) تو اگلے دن میٹنگ شروع ہوئی تلاوت کرنے والا نہ آیا تو مجھے اقبال سمیع صاحب تھے جو رجسٹرار تھے وہ کہنے لگے کہ چوہدری صاحب Do you recite the Holy Quranمیں نے کہا with pleasure لیکن آپ دوستوں سے پوچھ لیں کہ ----I am ch.Muhammad ali from Rabwah.اتنے میں تلاوت کرنے والا آگیا ۔تلاوت ہوئی میں کھڑا ہوگیا اس پر شور مچ گیا ۔میں نے وائس چانسلر سے کہا Sir .I want your ruling آپ رولنگ دیں ۔میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں ۔کل This university was insulted and I want to speak on this ....

اجمل کی یہ خوبی ہے (اللہ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے) قطعاً کل اجازت اس کی نہیں دیتا تھا ۔اس نے کہا۔All right اب جب میں نے شروع کیا کہ کل یہاں جب واقعہ ہوا اور ایسا ہوا تو شور مچ گیا ۔ڈسک بجنے لگے ۔نہیں ہوسکتا نہیں ہوسکتا وقت ضائع ہورہا ہے۔یہ ہورہاہے وہ ہورہا ہے ۔

میں نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا ۔جب تک مجھے وائس چانسلر صاحب کی پروٹیکشن حاصل ہے اور رولنگ جاری ہے ....میں نے کہا یہ ہے Sociology of religion مولوی محمد علی صاحب کا بھی ایک ریلیجن تھا ۔ہوسکتا ہے وہ اسلام نہ ہو۔سمجھ لیں وہ اسلام نہیں تھا ۔وہ ریلیجنز تو تھا ۔اس کا بھی حق تھا ۔دوسرا دیکھیں کھولیں ۔ اسلامک سٹڈیز کا نصاب نکالیں ۔ایم اے میں یہ کتاب Recomended ہے۔ اب بات لمبی ہوگئی تھی تو وائس چانسلر نے کہا چوہدری صاحب what you wantمیں نے کہا I am not a book sellerلیکن میں پرنسپل ہوں ۔اس کو واپس بھیجیں اکیڈمک کونسل کے پاس ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور بات ختم ہوگئ ۔حضرت صاحب خوش ہوگئے۔

*****

جنگوں میں حصہ لینے والے جانور

انسانی تاریخ میں ایک دوسرے کو مارنے کے نت نئے طریقوں کی دریافت میں نسلِ انسان نے ایک دوسرے پر سبقت لئے رکھی۔جنگوں نے ہلاکت کے طریقوں کی دریافت کے عمل کو تیز تر کیا پھر انسان نے معاونت کے لئے جانوروں کا رخ کیا۔سب سے پہلے آشوریوں اور اہل بابل نے کتوں کو جنگوں میں استعمال کیا۔دوسری عالمی جنگ کے دوران سوویت یونین نے انسانوں کے دوست اس جانور کو اینٹی ٹینک بارود میں بدل ڈالا۔بیسویں صدی کے اوائل تک گھوڑے جنگوں میں اہم کردار ادا کرتے رہے۔آئیے جنگوں میں استعمال ہونے والے چھ جانوروں کا جائزہ لیتے ہیں۔

ہاتھی:0322000128کہا جاتا ہے کہ ہنی بال نے رومیوں کے خلاف ہاتھیوں کو استعمال کیا۔رومیوں نے اس کا حل یہ نکالا کہ وہ اپنی صفوں میں حملہ آور ہاتھیوں کے گزرنے کی جگہ چھوڑ دیتے جس سے ہاتھی آرام سے نکل جاتے۔بالآخر ہنی بال کے ہاتھی کم پڑ گئے اور وہ جنگ ہارگئے۔

ڈولفن:ڈولفن کو سرد جنگ کے دوران1960ء کی دہائی میں امریکا اور سوویت یونین نے جنگی مقاصد کے لئے استعمال کرنا شروع کیا۔انہیں بارودی سرنگوں اور غوطہ خوروں کو شناخت کرنے کی تربیت دی گئی۔ان سے یہ کام آج بھی لیا جاتا ہے۔جب روس نے یوکرین کے خود مختار علاقے کریمیا پر مارچ 2014ء میں قبضہ کر کے اپنے ساتھ ملایا تو یوکرینی بحریہ کے ڈولفن پروگرام کو بھی نشانہ بنایا گیا۔

چوہے:چوہوں کو دنیا کی افواج میں خوش آمدید نہیں کہا جاتا، یہ افواج کے لئے پریشانی کا سبب بنتے ہیں۔بحری جہازوں میں گھس جائیں تو انہیں نقصان پہنچاتے ہیں اور فوجی کیمپوں میں چلے جائیں تو بیماریاں پھیلانے کا سبب بنتے ہیں۔پہلی عالمی جنگ میں چوہوں نے مورچوں میں اتنا ہنگامہ برپا کیا کہ انہیں مارنے کے لئے بہت سارا اسلحہ استعمال کیا گیا تھا۔اسلحے کے ذخیرے کو بچانے کے لئے انہیں مارنے کے طریقے تلاش کرنا پڑے تھے۔تاہم اکیسویں صدی میں انہیں بارودی سرنگیں تلاش کرنے کے لئے استعمال کیا جانے لگا جو ہر سال سینکڑوں افراد کی جانیں لے لیتی ہیں۔چوہوں میں سونگھنے کی صلاحیت بلا کی ہوتی ہے۔اس لئے وہ ان بارودی سرنگوں کا بھی پتہ لگا لیتے ہیں جن کا سراغ الیکٹرانک آلات بھی نہیں لگا سکتے۔

چیمپینزی:سائنس دان بندروں اور چیمپینزیوں کو انسانوں کا پرانا دوست بتاتے ہیں۔مگر ان کے ہاتھوں میں بندوق نہیں پکڑائی جاسکتی۔تاہم سرد جنگ کے دوران شروع ہونے والی خلائی دوڑ میں چیمپنزی نے اہم کردار ضرور ادا کیا ہے۔انہیں تجرباتی طور پر خلاء میں بھیجا گیا۔

کبوتر: قبل از مسیح سے کبوتروں کو جنگوں میں پیغام رسانی کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔پہلی عالمی جنگ کے دوران مغربی محاذ کے دور دراز مقامات پر کبوتر ان اہم مقامات تک پیغامات پہنچانے کا ذریعہ تھے جہاں ٹیلی گراف کی سہولت میسر نہ تھی اور انسانوں کا آنا جانا بھی مشکل تھا۔اس جنگ میں شرایمی نامی کبوتری نے قریب دو سو امریکی سپاہیوں کی جان بچائی۔اس نے پیغام پہنچایا کہ آرٹلری کے گولے اتحادی سپاہ پر گر رہے ہیں۔دوسری عالمی جنگ میں برطانوی خفیہ ادارے ایم آئی فائیو نے کبوتروں کے ذریعے خفیہ پیغام رسانی سے نپٹنے کے لئے فضاؤں میں عقاب چھوڑے۔بعد ازاں منظر عام پر آنے والی دستاویزات سے معلوم ہوا کہ عقاب کسی ایک بھی دشمن کبوتر کو گرانے میں ناکام رہے۔ تاہم دو دشمن کبوتروں کو ’’جنگی قیدی‘‘ ضرور بنایا گیا۔

(آن لائن)